الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد24 | جمعۃالمبارک 08/ستمبر 2017ء | 16 ذوالحجہ 1438 ہجری قمری ❁ 08/تبوک 1396 ہجری شمسی | شمارہ36

اعمال کا حساب

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کا میں نے حساب کیا ہے۔ میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جس شخص کا نتیجہ اچھا نکلے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور چیز پائے یعنی ناکامی کا منہ دیکھے تو وہ اپنی ہی ذات کو ملامت کرے کہ یہ اس کی اپنی بدعملی کا نتیجہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة باب تحریم الظلم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جیسے اس نے تمام جوڑے پیدا فرمائے ہیں اسی طرح اس نے سلسلہ اسماعیلیہ کو سلسلہ اسرائیلیہ کا جوڑا بنایا۔ اور یہ وہ امر ہے جسے قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات میں مستقل شریعت عطا کی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کلیم اللہ کی شریعت سے مستغنی کر دیا اور انجیل کو تورات کا قائمقام بنا دیا۔ یاد رکھ کہ یہ قول صرف ایسے منہ سے نکلتا ہے جو لاعلمی اور جہالت کی نجاست سے آلودہ ہو اور جس کی ذہانت کی ناک تعصّبات کے کوڑھ سے گل گئی ہو۔ نصاریٰ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ بن مریم ان کے پاس شریعت لے کر نہیں آئے۔

’’پس جیسے اس نے تمام جوڑے پیدا فرمائے ہیں اسی طرح اس نے سلسلہ اسماعیلیہ کو سلسلہ اسرائیلیہ کا جوڑا بنایا۔ اور یہ وہ امر ہے جسے قرآن نے بیان فرمایا ہے اور سوائے اندھوں کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ کیا تُو اللہ کا فرمان سورۃ جاثیہ میں نہیں پاتا۔ وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡکِتٰبَ وَالۡحُکۡمَ وَالنُّبُوَّۃَ وَرَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰہُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ وَاٰتَیۡنٰہُمۡ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَمَا اخۡتَلَفُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَہُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا بَیۡنَہُمۡ۔ اِنَّ رَبَّکَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ۔ ثُمَّ جَعَلۡنٰکَ عَلٰی شَرِیۡعَۃٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡہَا وَلَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔(1) پس دیکھو کیسے اللہ تعالیٰ نے یہاں دو متقابل سلسلوں کا ذکر کیا ہے موسیٰؑ کے سلسلہ کو عیسیٰؑ تک اور ہمارے نبی خیر الوریٰؐ کے سلسلہ کو مسیح موعود تک جو تمہارے اس زمانے میں آیا ہے۔ اور وہ قریش میں سے نہیں آیا جس طرح کہ عیسیٰؑ بنی اسرائیل میں سے نہیں آئے اور یہ تمام لوگوں کے لئے قیامت کی گھڑی کا علم بخشتا ہے جس طرح کہ عیسیٰ یہود کی گھڑی کا علم تھے اور یہ وہی ہے جس کی طرف سورۃ فاتحہ میں اشارہ ہے۔ اور یہ جھوٹے طور پر بنایا ہوا قصّہ نہیں بلکہ آسمان اپنے نشانوں سے گواہی دے چکا اور زمین کہہ رہی ہے کہ یہی وہ وقت ہے۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ حاصل کلام یہ کہ قرآن اس ذکر سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو چنا اور اسے توراۃ عطا فرمائی اور اس کی تائید کے لئے پے در پے نبی مبعوث فرمائے۔ پھر ان کے نقش قدم پر عیسیٰؑ کو بھیجا۔(2) پھر یہود کو ہلاک و تباہ کرنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا۔‘‘

★ (1) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت بخشی تھی اور پاکیزہ چیزوں میں سے رزق عطا فرمایا تھا اور اپنے زمانہ کے لوگوں پر اُن کو فضیلت بخشی تھی اور ہم نے ان کو کھلی کھلی شریعت عطا کی تھی اور بنی اسرائیل نے اسی وقت اس کے بارہ میں اختلاف کیا جب ان کے پاس کامل علم (قرآن) آ گیا (یہ اختلاف) ان کی باہمی سرکشی کی وجہ سے تھا۔ تیرا ربّ اُن کے درمیان قیامت کے دن اُن کی اختلافی باتوں کے متعلق فیصلہ کرے گا۔ اور ہم نے تجھ کو شریعت کے ایک طریقے پر مقرر کیا ہے۔ پس تُو اس کے پیچھے چل اور ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے مت چل جو علم نہیں رکھتے۔ (الجاثیۃ:17تا19)

★ (2) حاشیہ۔ اے عقلمندو! مجھ پر ایک جاہل نے اعتراض کیا ہے ایک ایسے شہر سے جس کا نام جہلم ہے اور اس کے آخر میں میم ہے تا کہ یہ (میم) اس کے دل کے مسخ ہونے اور موت پر دلالت کرے اور وہ اپنے اعتراض سے بہت خوش ہوا اور اس نے مجھے گالیاں دیں اور قبیح ترین کلمات سے میرا ذکر کیا اور کہا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ عیسیٰ، موسیٰ کے متبعین میں سے تھا اور اس کا یہ خیال محض باطل ہے اور اس کا یہ جھوٹ واضح بدیہی امور میں سے ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات میں مستقل شریعت عطا کی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کلیم اللہ کی شریعت سے مستغنی کر دیا اور انجیل کو تورات کا قائمقام بنا دیا۔ یاد رکھ کہ یہ قول صرف ایسے منہ سے نکلتا ہے جو لاعلمی اور جہالت کی نجاست سے آلودہ ہو اور جس کی ذہانت کی ناک تعصّبات کے کوڑھ سے گل گئی ہو۔ اور یہ جاہل سمجھتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر اس قرآن سے استدلال کر رہا ہے جو جھگڑوں کے وقت حَکَم ہے اور اس نے اللہ کا یہ قول پیش کیا ہے۔ وَاٰتَیۡنٰہُ الۡاِنۡجِیۡلَ فِیۡہِ ہُدًی وَّنُوۡرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ التَّوۡرٰٮۃِ وَہُدًی وَّمَوۡعِظَۃً لِّلۡمُتَّقِیۡنَ۔ وَلۡیَحۡکُمۡ اَہۡلُ الۡاِنۡجِیۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فِیۡہِ۔ [اور ہم نے اسے انجیل دی تھی جس میں ہدایت اور نور تھے اور وہ اس تورات کی تصدیق کرتی تھی جو اس کے سامنے تھی اور وہ متقیوں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔ اور اہلِ انجیل کو چاہیے کہ اللہ نے جو (کچھ) اس میں اتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ (المائدۃ 47تا48)]۔ یعنی خیر الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت۔ اور وہ اس آیت کے بھید کو نہیں سمجھا اور مجھ پر ایسی آواز سے حملہ کیا جو مکروہ ترین (یعنی گدھوں کی سی) ہے اور یہ یقین کیا کہ اس نے مضبوط ترین سہارے کی پناہ لی ہے اور مجھے تہمتیں لگانے والی، فحش گو عورتوں کی طرح گالیاں دیں اور کہا کہ یہ واضح دلیل ہے اس بات پر کہ انجیل مستقل شریعت ہے۔ وائے افسوس اس پر اور اُس کے اُس غیظ پر جس نے اُسے حشرات کی طرح زمین سے نکالا ہے اور لوگوں میں سے بدبخت ترین وہ انسان ہے جس کے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہ ہو اور پھر بھی وہ خود کو عقلمندوں میں سے شمار کرتا ہو۔ حالانکہ مسلمانوں کا ہر بچہ، بچی، کجا یہ کہ بالغ مرد اور عورتیں ہوں، یہ جانتا ہے کہ قرآن نہ یہود کو اور نہ نصاریٰ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی کتابوں کی پیروی کریں اور اپنی شریعتوں پر قائم رہیں بلکہ وہ انہیں اسلام اور اس کے اوامر کی طرف بلاتا ہے اور اللہ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے۔ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ [دین سچا اور کامل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔ (اٰل عمران:20)] وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ۔ وَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ [اور جو کوئی بجز اسلام کے کسی اور دین کو چاہے گا تو ہرگز قبول نہیں کیا جاوے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔ (اٰل عمران:86)] اللہ قدوس کے بارے میں کیسے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کو تو اس آیت میں اسلام کی طرف بلا رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ تم کبھی کامیاب نہ ہو گے اور نہ تم جنت میں داخل ہو گے سوائے اس کے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ اور نہ تمہیں تمہاری تورات اور نہ انجیل نفع دے گی البتہ قرآن نفع دے گا۔ پھر وہ اپنے پہلے قول کو بھول گیا اور یہود و نصاریٰ کے ہر فرقے کو حکم دینے لگا کہ وہ اپنی اپنی شرائع پر قائم رہیں اور اپنی کتابوں کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور ان کی نجات کے لئے ان کے لئے یہی کافی ہے۔ حالانکہ یہ تو محض اجتماعِ ضدّین اور قرآن میں اختلاف ہے۔ اور اللہ نے اپنے قول وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا۔ [اور اگر وہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پایا جاتا۔ (النسآء:38)] میں اپنی کتاب کو اختلاف سے منزّہ قرار دیا ہے بلکہ وہ آیات جن کے معنی میں معترض نے یہود کی طرح تحریف کی ہے وہ اشارہ کرتی ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری تورات اور انجیل میں موجود تھی گویا خدا تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ تورات اور انجیل کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور نہ فرمانبرداری کرتے ہیں۔ ہاں اگر قرآن کی عبارت ماضی کے صیغہ میں ہوتی اور اللہ ’’وَلۡیَحۡکُمۡ‘‘ نہ فرماتا بلکہ وَکَانَ النَّصَارٰی یَحۡکُمُوۡنَ بِالۡاِنۡجِیۡلِ فقط فرماتا تو یہ اس کے موقف پر دلیل ہوتی۔ اور جہاں تک ان آیات کے باقی الفاظ کا تعلق ہے یعنی لفظ فِیۡہِ نُوۡرٌ وَّہُدًی تو یہ انجیل کے مستقل شریعت ہونے پر دلیل نہیں۔ کیا زبور اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل کی کتب لوگوں کے لئے ہدایت نہیں تھیں؟ کیا ان میں تاریکی پائی جاتی ہے اور نور نہیں پایا جاتا؟ پس غور کر اور جاہلوں میں سے نہ بن۔ اور نصاریٰ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ بن مریم ان کے پاس شریعت لے کر نہیں آئے اور ہم یہاں جی اے لیفرائے بشپ لاہور یعنی اس علاقے کے پادریوں کے امام کی گواہی درج کرتے ہیں۔ اور اگر تُو روسیاہی اور ذلّت سے ڈرتا ہے تو تیرے لئے یہ کافی ہے اور ہم نے مناسب جانا کہ اس گواہی کو علیحدہ حاشیہ میں درج کریں۔ منہ

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 11 تا 14۔ [حاشیہ صفحہ 13 تا 17] شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)……………

اسلام نام ہے امن کا۔ اسلام کا مطلب ہی امن اور سلامتی ہے۔ بدقسمتی سے بعض گروہوں نے، بعض شدت پسند تنظیموں نے اسلام کے نام کو بدنام کیا اور مسلمان ممالک میں بھی اس کی وجہ سے قتل وغارت ہو رہی ہے۔ جنگیں ہو رہی ہیں۔

مسجد جب بنتی ہے تو یہاں بھی مسجد میں آنے والوں کا فرض ہے کہ اپنے ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ مسجد ان کے لئے کسی تنگی کا باعث نہ بنے۔

جب اسلام کی تعلیم ہی یہی ہے کہ تم نے امن اور سلامتی پھیلانی ہے اور ظلموں کو دور کرنا ہے تو یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ کوئی احمدی مسلمان یا کوئی بھی حقیقی مسلمان کبھی قانون کی خلاف ورزی کرنے والا ہو۔

میں آپ لوگوں کا شکرگزار ہوں کہ یہاں مذہبی آزادی کی وجہ سے ہم آزادی سے اپنی عبادتیں بجالا سکتے ہیں اور باقی جو ہمارے پروگرام ہیں ان کو ادا کر سکتے ہیں۔

جب سے کہ دنیا بنی ہے اب تک ہر قوم میں جو نبی آئے، ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ سب سچے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے آئے تھے۔

قرآن کریم نے یہ کہا کہ جب تم اپنے لیڈر منتخب کرو، جب تم اپنے سردار منتخب کرو یا اپنے حکومت کے کارندے اور اہلکار منتخب کرو تو ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ ایسے سیاستدان حکومت میں آئیں جو امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور امانت کا حق یہ ہے کہ عوام کی بہتری کے لئے کام کرنے والے ہوں اور ملک کی بہتری کے لئے کام کرنے والے ہوں۔

جرمنی کے شہر Raunheim میں مسجد کی تقریب سنگ بنیاد کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب۔ فرمودہ 18/اپریل 2017ء بروز منگل

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہمیشہ امن اور سلامتی میں رکھے۔

خاص طور پر آجکل جو دنیا کے حالات ہو رہے ہیں اس میں صرف مذہبی تنظیموں یا جس طرح کہا جاتا ہے کہ بعض مسلمان شدّت پسند تنظیموں کی وجہ سے خوف اور خطرہ نہیں بلکہ اب دنیا میں جو نئی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے اور ملکوں اور حکومتوں کی آپس میں جو دشمنیاں بڑھ رہی ہیں اس کی وجہ سے بڑا خطرہ پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے کہ یورپ میں بھی اور کوریا کے علاقے میں بھی، مشرق بعید میں بھی اور امریکہ میں بھی جنگ چھڑ سکتی ہے۔ اس لئے ہم سب کو امن کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے اور اس کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اسی لئے مَیں نے سب سے پہلے آپ کو امن اور سلامتی کا یہ پیغام دیا ہے تا کہ ہر شخص جو انسانیت سے محبت کرنے والا ہے وہ اس بات کو سمجھے اور امن اور سلامتی کے پھیلانے کے لئے کوشش کرے۔ سیاستدان اپنی حکومتوں کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کریں کہ جنگوں کی بجائے امن اور محبت کے پھیلانے کی طرف ہمیں زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ صلح اور آشتی کے پھیلانے کی طرف ہمیں زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

اسلام نام ہے امن کا۔ اسلام کا مطلب ہی امن اور سلامتی ہے۔ بدقسمتی سے بعض گروہوں نے، بعض شدت پسند تنظیموں نے اسلام کے نام کو بدنام کیا اور مسلمان ممالک میں بھی اس کی وجہ سے قتل وغارت ہو رہی ہے۔ حکومتوں اور عوام کے درمیان بھی اور شدت پسند گروہوں کے درمیان بھی جنگیں ہو رہی ہیں۔ اور اسی طرح بعض شدت پسند گروہ مغرب میں بھی بعض ممالک میں ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ جرمنی، فرانس اور بیلجیم میں بھی کچھ واقعات ہوئے جس کی وجہ سے غیر مسلم دنیا میں اسلام کے بارے میں غلط تصور پیدا ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اسلام کی صحیح حقیقت سے واقف نہیں۔ ہوسکتا ہے آپ میں بھی بعض ایسے بیٹھے ہوں جو یہی سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک شدّت پسندی کا مذہب ہے۔ اور اس وجہ سے مسجد کی تعمیر اگر ہو رہی ہو تو آپ لوگوں میں تحفّظات پیدا ہوتے ہیں۔

لیکن اس بات کی مجھے خوشی ہے کہ یہاں آنے والے مقررین نے اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ مُسلمہ کے افراد کا یہاں کی سوسائٹی میں ایک اچھا اثر ہے اور احمدی مسلمان امن، محبت، پیار اور بھائی چارہ پھیلانے اور اس سوسائٹی میں integrate ہونے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی حقیقی اسلام ہے اور مسجد بننے کے بعد اس کے نمونے مزید اعلیٰ رنگ میں پیش ہوں گے۔ جب یہاں مسجد بن جائے گی تو تب پتا لگے گا کہ مسجد کے مینار سے نفرتوں کے نعرے نہیں لگتے بلکہ محبت اور پیار کی آوازیں آئیں گی۔ محبت اور پیار کے نعرے ابھریں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تلاوت قرآن کریم میں بھی حوالہ دیا گیا۔ ہمارے امیر صاحب نے بھی ذکر کیا۔ انہوں نے بھی جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ خانہ کعبہ کی بنیادیں استوار کیں جس کے نمونے پر ہماری مساجد قائم کی جاتی ہیں تا کہ ایک خدا کی عبادت کریں اور انہوں نے اس وقت یہ دعا کی کہ اس جگہ کو امن اور سلامتی کی جگہ بنا۔ پس ہماری مساجد اگر اس نمونے پر قائم ہو رہی ہیں اور ہونی چاہئیں جس کی بنیاد بنا کر اس عمارت کی بنیادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کے ساتھ اٹھائی تھیں۔ تو پھر ہماری مسجدیں بھی امن اور سلامتی کا مقام ہونا چاہئے اور یہی اس کا مقصد ہے۔

میئر صاحب کے جذبات کا بھی مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمسایوں کے حقوق کی بھی انہوں نے بات کی کہ احمدی ہمسایوں کے حق ادا کرنے والے ہیں۔ آپس میں تعلقات بڑھانے والے ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کا اسلام میں اس حد تک حکم ہے اور زور ہے کہ بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار ہمسایوں کے حقوق کی طرف اس قدر توجہ دلائی ہے بلکہ قرآن کریم میں بھی ہمسایوں کے حقوق کا بڑی تفصیل سے ذکر ہے کہ ایک وقت میں مجھے خیال ہوا کہ شاید ہمسایوں کو وراثت کے حقوق میں بھی شامل کر لیا جائے۔ تو یہ اہمیت ہے۔ اور ہمسائیگی کے حق کا جو دائرہ ہے اس کی وسعت اس حد تک ہے کہ نہ صرف یہ کہ آپ کے گھر کے ساتھ رہنے والے ہمسائے ہیں بلکہ ارد گرد کے جتنے بھی گھر ہیں وہ سب آپ کی ہمسائیگی میں آتے ہیں۔ آپ کے ساتھ سفر کرنے والے آپ کی ہمسائیگی میں آتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے آپ کی ہمسائیگی میں آتے ہیں اور اس طرح یہ دائرہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے بلکہ ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ تمہاری ہمسائیگی چالیس گھروں تک ہے۔ اب چاروں طرف اگر چالیس چالیس گھر لیں تو ایک سوساٹھ گھر ایک احمدی کے ہمسائے میں بن گئے اور اس طرح جب ہر احمدی کے گھر میں اتنی ہمسائیگی پھیلتی چلی جائے تو گویا کہ پورا شہر ہی اس کا ہمسایہ ہو گیا اور یہی حال ہماری مسجد کا ہوگا انشاء اللہ۔

مسجد جب بنتی ہے تو یہاں بھی مسجد میں آنے والوں کا فرض ہے کہ اپنے ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ مسجد ان کے لئے کسی تنگی کا باعث نہ بنے۔ بلکہ یہاں کے رہنے والے اس بات کا اظہار کرنے والے ہوں کہ مسجد بننے سے متعلق ہمارے جو تحفّظات تھے کہ بعض ٹریفک کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں یا بعض پروگراموں کی وجہ سے ہمارے لئے دقّتیں پیدا ہو سکتی ہیں وہ سب غلط ثابت ہوئے اور احمدی مسلمانوں کی یہ مسجد جو ہے اس سے تو ہمیں فائدہ ہی فائدہ ہو رہا ہے۔ اور پہلے سے بڑھ کر اس مسجد کے بننے کے بعد احمدی اپنے ہمسائیگی کا حق ادا کرنے والے ہیں اور اسی طرح قانون کی پابندی کرنے والے ہیں۔ قانون کی پابندی تو انتہائی اہم چیز ہے۔ اگر کوئی مسلمان ملک کے قانون کا پابند نہیں تو اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس ملک میں رہے۔ قانون کی پابندی کے بارے میں اور ملک سے محبت کے بارے میں تو بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حد تک فرمایا ہے کہ یہ تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔ پس ملک کے قانون بنائے جاتے ہیں وہاں کے رہنے والوں کو تحفّظات دینے کے لئے، وہاں کے رہنے والوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے، وہاں کے رہنے والوں کو ظلموں سے بچانے کے لئے۔

پس جب اسلام کی تعلیم ہی یہی ہے کہ تم نے امن اور سلامتی پھیلانی ہے اور ظلموں کو دور کرنا ہے تو یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ کوئی احمدی مسلمان یا کوئی بھی حقیقی مسلمان کبھی قانون کی خلاف ورزی کرنے والا ہو۔ ہر حقیقی مسلمان ہمیشہ قانون کا پابند ہوگا اور اس کو رہنا چاہئے۔ اگر نہیں تو اس کا اپنے مذہب اسلام سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔

پس اس لحاظ سے بھی آپ سب لوگوں کو اگر کسی کے دل میں کوئی تحفّظات ہیں تو ان کو دُور کرنا چاہئے

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 464

مکرم محمد سلمان صاحب (3)

گزشتہ دو قسطوں میں ہم نے مکرم محمد سلمان صاحب آف سیریا حال جرمنی کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کا بڑا حصہ پیش کیا تھا۔ اس قسط میں ان کے اس ایمان افروز سفر کے باقی واقعات پیش کئے جائیں گے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

عرب دنیا کے بڑے بڑے علماء کی احمدیت کے عقائد کے بارہ میں کذب بیانی کا بھانڈا پھوٹنے کے بعد حق کو پہچان کر بیعت کا فیصلہ کرنا میرے لئے خاصا آسان ہوگیا۔

پیاس بجھ گئی

ابھی بیعت کا فیصلہ کیا تھا کہ ایک رؤیا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھا دیا کہ میرا قدم حق پر ہے اور جو راستہ میں نے اختیار کیا ہے اسے خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہے۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں۔ میرا دل خوشی سے پھولے نہیں سما رہا۔ میں خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی اس کی طرف والہانہ دوڑنا شروع کر دیتا ہوں۔ وہاں دیکھتا ہوں کہ خلاف معمول طواف کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ میں بھی فوراً طواف کرنا چاہتا ہوں لیکن خیال آتا ہے کہ پہلے وضو کرلوں، چنانچہ میں خانہ کعبہ کے بالمقابل پینے کے پانی کی ایک جگہ پر جاتا ہوں تو وہاں پر ایک ٹونٹی نظر آتی ہے۔ ہمارے علاقوں میں ایسی ٹونٹی میں اکثر پانی نہیں ہوتا اس لئے اسے دیکھتے ہی مَیں دل میں کہتا ہوں کہ خدا کرے کہ اس میں پانی آتا ہو۔ وہاں پہنچ کر جب مَیں ٹونٹی کو کھولتا ہوں تو خلافِ توقع اس میں سے فوّارے کی طرح پانی نکلنا شروع ہوجاتا ہے۔ مجھے شدید پیاس لگی ہوتی ہے اور میں تادیر ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیتا رہتا ہوں یہاں تک کہ سیراب ہوجاتا ہوں۔ اور اسی دوران میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

بیعت اور اس کی برکات

اس کے بعد میں نے انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنی اور اپنے جڑواں بھائی کی بیعت ارسال کردی، اور جلد ہی ہمیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے بیعت کا جوابی خط بھی موصول ہوگیا، جس میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ بیعت کے بعد بے شمار برکات سے نوازے گا۔

ان کلمات کی صداقت کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بیعت کے بعد بے شمار برکات کا مشاہدہ کیا۔ مثلاً ہمارے معاشرے میں دہریت کی ہوا بڑے زور شور سے چل رہی تھی اور ہمارے خاندان کے بعض افراد بھی اس کا شکار ہو گئے تھے۔ دہریت کی اس رَو کو تقویت دینے کے لئے اسلام مخالف عناصر ایسے خیالات پھیلا رہے تھے کہ ایک نوجوان مسلمان کے پاس ان کا مقابلہ کرنے یا ان کا جواب دینے کی سکت نہ تھی۔ مثلاً یہ کہا جاتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے مصلح تھے اور جو تعلیم وہ لے کر آئے وہ اس زمانے اور علاقے کے لئے تھی اور آج اس تعلیم پر عمل ممکن نہیں ہے۔ مثلاً آج کے ترقی یافتہ دور میں جہاد بالسیف ناممکن ہے، کیونکہ ایسے خطرناک ہتھیار بن گئے ہیں کہ جن کا مقابلہ تلوار سے ناممکن ہے جبکہ ساری مسلمان امّت جہاد کی فرضیت کی قائل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے امور کے قائل ہیں جن کی تطبیق آج کے معاشرہ میں ناممکن ہے۔

قریب تھا کہ ہم ان خیالات کے زیر اثر آجاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں وقت کے امام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس نے فلسفۂ جہاد کی ایسی تشریح فرمائی جو آج کے زمانے کے لحاظ سے بھی اسی طرح قابل عمل ہے جیسے اسلام کی ابتدا میں تھی۔ اس بات نے ہمیں دہریت کی رَو میں بہنے سے بچالیا۔

رؤیائے صالحہ سے راہنمائی

جہاں تک رؤیائے صالحہ کا تعلق ہے تو قبول احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص کرم فرمایا ہے کہ وہ اہم امور کے بارہ میں واضح رؤیائے صالحہ کے ذریعہ راہنمائی فرماتا ہے۔ قبل ازیں مجھے خبر بھی نہ تھی کہ خدا تعالیٰ کے اپنے بندوں سے کلام اور ان کی راہنمائی کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے۔ اس سلسلہ میں میرے ساتھ بہت سے عجیب وغریب واقعات پیش آئے ہیں، ایک واقعہ بطور خاص پیش خدمت ہے۔

ہوا یوں کہ جب ہم نے سیریا کے خراب حالات کی وجہ سے جرمنی کی طرف ہجرت کرنے کا سوچا تو سفر سے ایک روز قبل مَیں نے اور میرے بھائی نے ایک ہی رؤیا دیکھا۔ یہ بات بھی عجیب تھی۔ اور جب ہم نے اپنے ایک خالہ زاد کو یہ رؤیا سنایا تو اس نے کہا کہ یہ سفر تمہارے لئے مبارک ہوگا اور اس رؤیا کے مطابق اکرم (میرے جڑواں بھائی) کو راستے میں تکلیف دِہ صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اس کی وجہ سے سفر پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔

عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ بالکل ایسے ہی ہوا۔ جب ہم سیریا سے ترکی کی حدود میں داخل ہونے لگے تو وہاں پر غیر قانونی تارکین وطن کا داخلہ روکنے کے لئے حکومت نے خندقیں کھودی ہوئی تھیں۔ ہمیں اس کی خبر نہ تھی چنانچہ رات کی تاریکی میں میرا بھائی اکرم وہاں پر ایک خندق میں جا گرا اور اس کی پسلیوں پر شدید چوٹیں آئیں تاہم اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا اور کوئی فریکچر نہیں ہوا اور اس نے کسی قدر میری مدد کے ساتھ سفر جاری رکھا۔

جائے امان اور حصارِ عافیت

ہم جرمنی پہنچے تو قانونی کارروائی کے بعد ہمیں ایک علاقے میں منتقل کر دیا گیا جس کے بارہ میں ہمیں بعد میں بتایا گیا کہ یہاں جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں تقریباً چالیس ہزار احمدی شامل ہوتے ہیں۔ مَیں نے تو زندگی میں چالیس احمدیوں کو ایک ساتھ نہیں دیکھا تھا اس لئے چالیس ہزار احمدیوں کو اکٹھا دیکھنے کے لئے میرا دل مچلنے لگا۔ پھر یہی نہیں بلکہ مجھے بتایا گیا کہ اس جلسہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بنفسِ نفیس شرکت فرماتے ہیں اور ہر ایک ان کا دیدار کرسکتا ہے۔

مَیں نے سوچا کہ ہمیں اور کیا چاہئے۔ دنیوی اعتبار سے بھی ہمیں جائے اَمان مل گئی اور دینی اعتبار سے بھی ہم عافیت کے حصار میں آبیٹھے۔ اس سے بڑی برکت اور کیا ہوگی۔

عقل تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

جب مَیں نے یہ سفر شروع کیا تو میرا خیال تھا کہ میری عقل اس سفر میں میری راہنمائی کرے گی لیکن مجھے معلوم ہوا کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور لطف نہ ہو تو محض عقل پر بھروسہ کر کے راہ ہُدیٰ تک رسائی ناممکن ہے۔ میرا یہ سفر ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ قبول احمدیت کے بعد میرے روحانی دنیا کے سفر کی ابتدا ہوئی ہے اور یہ ایسا سفر ہے جو تاحیات جاری رہے گا۔

آج بفضلہٖ تعالیٰ میری والدہ صاحبہ دل سے احمدی ہوچکی ہیں اور میری بہن اور میرے ایک بھائی کے دل میں احمدیت کی عزت واحترام قائم ہو چکا ہے۔ اور میرے والد صاحب کا دل بھی احمدیت کی طرف مائل ہے۔

مَیں اکثر اپنے خالہ زاد معتز القزق صاحب کے لئے بھی دعا کرتا ہوں جس کی مدد اور راہنمائی شامل حال رہی اور اللہ تعالیٰ نے معرفتِ حق کا راستہ ہمارے لئے آسان بنا دیا۔

....

☆ مکرم اکرم سلمان صاحب

جیسا کہ قارئین کرام یہ جان چکے ہیں کہ مکرم محمد سلمان نے احمدیت کے بارہ میں طویل تحقیق کی اور بالآخران کے جڑواں بھائی مکرم اکرم سلمان صاحب بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے اور دونوں بیعت کر کے امام الزمان کی غلامی میں آگئے۔ مکرم محمد سلمان صاحب کی زبانی اس ایمان افروز سفر کا احوال بیان کرنے کے بعد اب چند واقعات مکرم اکرم سلمان صاحب کی زبانی بھی پیش ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہمارے خالہ زاد احمدی تھے اور وہ جب بھی ہمارے گھر آتے تو اس کے اور ہمارے والدین کے مابین دینی موضوعات پر گرما گرم بحثیں شروع ہوجاتیں۔ میں ان امور میں بہت کم دلچسپی لیتا تھا جبکہ میرا بھائی محمد سلمان نہ صرف ان بحثوں میں حصہ لیتا بلکہ ہمارے خالہ زاد سے سوال جواب بھی کرلیتا تھا۔ 2008 میں ہماری عمر 15 سال ہوگئی۔ اس وقت مَیں نے محسوس کیا کہ میرا بھائی رفتہ رفتہ میرے خالہ زاد کے خیالات کے زیر اثر آتا جا رہا ہے۔ مَیں نے اسے جماعت سے دُور کرنے کی خاطر دجّال، حیات مسیح اور ختم نبوت وغیرہ جیسے مسائل کے بارہ میں انٹرنیٹ سے مولویوں کے مضامین پڑھنے اور ان کے لیکچرز کی ویڈیو دیکھنا شروع کردیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں ان موضوعات کے بارہ میں دلائل سے مسلّح ہو کر اپنے خالہ زاد کو شکست دے دوں گا اور یوں نہ صرف میرے خالہ زاد کا منہ بند ہوجائے گا بلکہ میرے بھائی کا بھی ان کی جانب مَیلان ختم ہوجائے گا۔

ہزیمت وندامت کا سامنا

جب بھی مَیں نے تیاری کر کے کسی موضوع پر اپنے خالہ زاد سے بات کی ہر بار مجھے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بات میرے غصہ کو مزید بڑھاتی لیکن میں کچھ کر نہ سکتا تھا۔ افسوس کہ مولوی حضرات نے بہت کچھ جھوٹے طور پر جماعت کی طرف منسوب کر کے الزامات لگائے تھے اور ان کی کذب بیانی کی وجہ سے کئی امور کے بارہ میں مجھے سخت ہزیمت اور ندامت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ نتیجۃً میرے بھائی کا احمدیت کی جانب میلان اور بڑھ گیا۔ چنانچہ میرے خالہ زاد نے اسے ایم ٹی اے العربیہ کے بارہ میں بتایا اور وہ والدین سے چھپ چھپ کر ایم ٹی اے العربیہ دیکھنے لگا۔

مَیں نے بہر صورت اپنے بھائی کو احمدیت کے قریب جانے سے روکنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

ایک روز میرے بھائی نے کہا کہ آؤ ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی حضرات ناسخ ومنسوخ کے بارہ میں کیا کہتے ہیں؟ کم عمری اور کم علمی کے باعث مجھے علم بھی نہ تھا کہ واقعی کوئی مولوی ایسی بات کرتا ہے یا اس کا یہ موقف ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جو منسوخ ہیں۔ لیکن جب ہم نے انٹرنیٹ پر اس بارہ میں مولویوں کی آراء پڑھیں تو مجھے شدید ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور میں نے کہا کہ اگر اُمّت کے علماء کا یہ حال ہے تو عامۃ المسلمین کے نزدیک اس قرآن کی کیا وقعت رہ جائے گی اور وہ کیسے قرآن کریم کے کامل، محفوظ اور غیر محرف ہونے پر ایمان لا سکتے ہیں۔ میں اپنے بھائی کے سامنے عاجز آ گیا تھا لیکن احمدیت کی دشمنی پھر بھی قائم رہی۔

اتفاق یا دعا کا جواب!

رفتہ رفتہ 2010ء کا سال آ گیا اور عرب دنیا میں عرب سپرنگ کے نام پر فسادات کا نیا سلسلہ چل نکلا۔ ان دنوں ایک روز میرا خالہ زاد آیا اور اس نے کہا کہ زمانے کی حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اسے ایک مصلح کی ضرورت ہے اور چونکہ دیگر علامات سے ظاہر ہے کہ یہ زمانہ مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ ہے اس لئے یہ حالت بزبان حال مسیح موعود کو بلا رہی ہے۔ یہ بات سنتے ہی میں نے کہا کہ لوگ ٹھیک ہیں اور زمانے کی حالت بالکل خیریت سے ہے، اسے کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔

میرے بھائی نے ہمارے خالہ زاد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ واقعی زمانے کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ خود کسی کو کھڑا کرے جو امّت کو اس حالت سے نکالے۔ جب میرا خالہ زاد چلا گیا تو مَیں نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں آپ کا بھائی ہوں اور آپ کو میری حمایت کرنی چاہئے تھی نہ کہ ہمارے خالہ زاد کی۔ اس نے جواب دیا کہ جب بات واضح اور روشن ہے تو پھر میں اس کی مخالفت کیسے کرسکتا ہوں؟ اس پر مجھے مزید غصہ آیا اور میں نے کہا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت ہرگز نہیں ہے، کیونکہ مسلمان علماء اور مشائخ اس صورتحال کا تدارک کر سکتے ہیں۔ میرے بھائی نے کہا کہ میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ کاش صورتحال ایسی ہی ہو جیسے تم دیکھ رہے ہو لیکن تم اگلے چند ایام میں دیکھو گے کہ حالات کس طرح بدلتے ہیں، اس لئے ان کے بارہ میں بہت دعا کرو۔

یہ بات میرے دل کو لگی اور مَیں نے دعا کرنی شروع کردی کہ خدایا حق کیا ہے اور کہاں ہے؟ تو میری راہنمائی فرما اور مجھے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔

مَیں ایک سپر مارکیٹ میں کام کرتا تھا۔ اگلے روز ہی اس کے سامنے لوگوں کے مابین جھگڑا ہوگیا، سپر مارکیٹ کا مالک باہر نکلا اور جب جھگڑے کی تفصیل معلوم کر کے واپس آیا تو کہنے لگا کہ لوگوں کی اخلاقی اور دینی حالت مسلسل انحطاط کا شکار ہے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر کہنے لگا کہ اب تو یہی صورت باقی ہے کہ خدا خود کچھ کرے کیونکہ اب اس حالت سے نکلنا انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

یہ الفاظ سنتے ہی مجھے ایسے لگا جیسے کسی نے میرے منہ پر زوردار طمانچہ رسید کیا ہو۔ کیونکہ کل تک میں اسی بات کی مخالفت کر رہا تھا اور آج وہی بات ایسے شخص کے منہ سے نکل رہی ہے جس کے پاس میں ملازم تھا۔ کیا یہ محض اتفاق تھا؟! اتفاق نہیں بلکہ میری دعا کا خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب تھا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب از صفحہ نمبر 2

کیونکہ اسلامی تعلیم اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ کسی قسم کی بدامنی پھیلائی جائے یا قانون شکنی کی جائے۔ اگر کچھ لوگ اس طرح کرتے ہیں، اسلام کے نام پہ کرتے ہیں تو اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں۔ اسلام کی تعلیم ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔

اسی طرح میں ایم پی (MP) صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے نیک جذبات کا اظہار کیا اور مذہبی آزادی کا بھی ذکر کیا۔ مذہبی آزادی کے لئے جو اس ملک میں ہمیں مل رہی ہے ہم یہاں کے لوگوں کے اور حکومت کے انتہائی شکر گزار ہیں اور یہ مذہبی آزادی ہی ہے کہ یہاں کی اکثریت غیر مسلم ہونے کے باوجود، عیسائی ہونے کے باوجود یا دوسرے مذاہب رکھنے کے باوجود، مسلمانوں کو جو اس علاقے میں بالکل معمولی تعداد میں ہیں ان کو مسجد کی اجازت دے رہے ہیں۔ اور اس کے لئے مَیں یہاں کے لوگوں کا، ہمسایوں کا اور کونسل کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں یہاں مسجد بنانے کی اجازت دی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بن جائے گی تو ان کو تب احساس ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید واضح ہوگا کہ مسجد کی اجازت دے کر انہوں نے ایک بہترین ہمسائیگی کا حق ادا کرنے والوں کو ان کا حق دیا ہے۔

پس اس لحاظ سے بھی میں آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں کہ یہاں مذہبی آزادی کی وجہ سے ہم آزادی سے اپنی عبادتیں بجا لا سکتے ہیں اور جو ہمارے باقی پروگرام ہیں ان کو ادا کر سکتے ہیں اور حقیقت میں یہی مذہبی آزادی وہ چیز ہے جو امن اور سلامتی کی بنیاد ہے۔

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں میں نبی بھیجے۔ تمام قوموں کی اصلاح کے لئے اپنے خاص چنیدہ بندوں کو بھیجا جنہوں نے ان کو دین اور مذہب سکھایا۔ ان کو اخلاق سکھائے۔ پس ہر مذہب جو ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آج تک جب سے کہ دنیا بنی ہے اب تک ہر قوم میں جو نبی آئے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے آئے، ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ سب سچے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے آئے تھے۔ اس لحاظ سے ہم یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم کسی دوسرے مذہب کے حقوق کو غصب کرنے والے ہوں یا ان کو کسی بھی طرح نقصان پہنچانے والے ہوں۔ بلکہ اسلام میں جب ایک لمبی persecution کے بعد بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دی گئی تو اس وقت اس شرط کے ساتھ دی گئی اور قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے کہ یہ جو تم لوگوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اصل میں مذہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ضروری ہے کہ ان کے ہاتھوں کو روکا جائے کیونکہ اگر اسی طرح ان کا جنگ کا جنگ سے جواب دے کر، ہتھیاروں سے جواب دے کر، ان کے ہاتھوں کو نہ روکا گیا تو پھر دنیا میں کوئی چرچ باقی نہیں رہے گا، کوئی سینا گاگ (Synagogue) باقی نہیں رہے گا، کوئی ٹیمپل (Temple) باقی نہیں رہے گا۔ کوئی مسجد باقی نہیں رہے گی کیونکہ یہ لوگ مذہب کے خلاف ہیں۔ پس یہاں قرآن کریم نے اس بات کو قائم کر دیا کہ مذہبی آزادی اسلام کی بنیادی تعلیم کا حصہ ہے اور اس لحاظ سے مَیں آپ لوگوں کو اس بات کی مبارکباد بھی دیتا ہوں کہ ان ملکوں میں آپ لوگوں کو اس بات کا زیادہ اِدراک ہے بہ نسبت بعض اُن ممالک کے جو مسلمان ممالک ہیں کہ وہ مذہبی آزادی دیں۔ آپ لوگوں نے مذہبی آزادی دی اور اسی مذہبی آزادی کی وجہ سے ہی احمدی جن کو پاکستان میں مذہبی آزادی سے محروم کیا گیا تھا یہاں آ کر آباد ہوئے اور یہاں آ کر اپنی عبادات اور دوسرے پروگرام آزادی سے بجا لا رہے ہیں اور اسی آزادی کی وجہ سے اپنی مساجد کی تعمیر کر رہے ہیں۔ اس کے لئے بھی مَیں آپ لوگوں کا بہت شکر گزار ہوں۔

جمہوریت کی بات ہوئی۔ یہاں جمہوری حکومتیں ہیں اور حقیقی جمہوریت ہونے کی وجہ سے ہی آپ لوگوں میں مذہبی آزادی کا بھی اِدراک پیدا ہوا اور اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ جمہوری آزادی ہونی چاہئے۔ بلکہ قرآن کریم نے یہ کہا کہ جب تم اپنے لیڈر منتخب کرو، جب تم اپنے سردار منتخب کرو یا اپنے حکومت کے کارندے اور اہلکار منتخب کرو تو ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ ایسے سیاستدان حکومت میں آئیں جو امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور امانت کا حق یہ ہے کہ عوام کی بہتری کے لئے کام کرنے والے ہوں اور ملک کی بہتری کے لئے کام کرنے والے ہوں۔ تو اسلام تو اس حد تک تعلیم دیتا ہے کہ اپنے آزادیٔ رائے کے حق کو بھی استعمال کرو۔ کسی پارٹی کی affiliation نہیں بلکہ اِس بات کو مدّنظر رکھو کہ ایسے لوگ چُنے جائیں، ایسے لوگ حکومت میں آئیں جو عوام کی بہتری کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں۔ اس کے لئے کام کرنے والے ہوں۔ اور ملک کی ترقی کے لئے بھی کارآمد ہوں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ پس اس تعلیم کے ساتھ ہم اپنی باتوں کو دنیا میں پھیلاتے بھی ہیں اور اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی زندگی گزارنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور یہی احمدی کا کام ہے کہ جہاں وہ مذہبی آزادی کی وجہ سے آپ لوگوں کا شکر گزار بنے وہاں قانون کے اس حد تک پابند ہوں کہ ایک نمونہ بن جائیں اور اسی طرح ایسے لوگوں کو، ایسے لیڈروں کو چننے والے ہوں جو ملک و قوم کے لئے بہترین خدمتگار ہوں۔

مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے گی تو یہاں کے رہنے والے احمدی اپنے پروگرام زیادہ سہولت سے کر سکیں گے۔ ایک جگہ جمع ہو کر جہاں وہ عبادت کریں گے وہاں دوسرے پروگرام بھی کر سکیں گے اور اپنے ملک و قوم کی ترقی کے لئے بھی بہترین کردار ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے۔ اور خدا کرے کہ جب یہ مسجد بن جائے تو جو توقعات احمدیوں سے کی جا سکتی ہیں اور کی جانی چاہئیں اور جو مَیں اُن سے امید رکھتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ وہ ان پر پورا اترنے والے ہوں گے اور اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کو اس علاقے کے لوگوں میں مزید متعارف کروانے والے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ شکریہ۔

(خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 07 نومبر 2015ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ نادیہ جاوید ریحان بنت مکرم اسد جاوید ریحان صاحب (برمنگھم) کا ہے جو عزیزم وحید ناصر قریشی واقف نَو جو ولید ناصر قریشی کے بیٹے ہیں، کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ سونیا سعید بنت مکرم ڈاکٹر مقصود سعید صاحب کا ہے جو عزیزم برہان الدین احمد الدروبی ابن مکرم مسلّم الدروبی کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے دولہا سے دریافت فرمایا:۔

Do you understand Urdu

دولہا کی طرف سے نفی میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے ان سے انگریزی میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

May Allah bless your Nikah.

دعا کرلیں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ نکاح مبارک کرے اور آئندہ بھی ان میں سے مخلص نسلیں پیدا ہوں۔ جیسے ان خاندانوں میں احمدیت کے ساتھ تعلق ہے، ہمیشہ قائم رہے۔ دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

دل کا گلاب کھل اٹھا ہے مدتوں کے بعد
وصلِ جناب ہو گیا ہے شدّتوں کے بعد
دل کو سکون روح کو ہے آ گیا قرار
ٹھنڈی پھوار پڑ رہی ہے حدّتوں کے بعد
جھلسا ہوا تھا دل میرا سوزِ فراق سے
توبہ کا باب کھل گیا ہے رحمتوں کے بعد
بے جان ہو کے یوں میں گرا اس کے باب پر
غم کا مریض ڈھے گیا ہے وحشتوں کے بعد
آپ آئے اس طرح سے دلِ بےقرار میں
ملنے کی رات آئی ہے سو فرقتوں کے بعد
در آئے پھر وہ دل میں خیال وگماں نہ تھا
وصلِ حبیب ہو گیا ہے منّتوں کے بعد
احسان ہے آپ کا یہ عنایت ہے آپ کی
ورنہ تو وصل ہوتا ہے کچھ محنتوں کے بعد
اک التجا ہے میری کہ اب روٹھنا نہیں
پایا ہے تم کو میں نے بڑی حسرتوں کے بعد
سہما ڈرا کھڑا ہے یہ ناصر تیرے حضور
در سے نہ دُور کرنا اسے قربتوں کے بعد
پھیلایئے محبتیں اور پیار ہر طرف
ملتا نہیں وہ یار کبھی نفرتوں کے بعد

(طاہرہ صدیقہ ناصر)

خطبہ جمعہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تذلّل بھی اختیار کرتے ہیں، صلح کے لئے ہر شرط کو قبول کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرا فریق ظلم کا رویہّ اپناتا ہے۔ اگر حقیقت میں دوسرا فریق ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو پھر وہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ کاٹا جائے گا اور پھر آگے یہ بھی فرمایا کہ بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ پس وہ لوگ جو ضدّ کرتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا انذار ہے۔

بیعت کے منشاء کو پورے کئے بغیر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق کی ادائیگی اور صلح اور صفائی بھی ضروری ہے۔ ہمدردیٔ خلق اور صُلح ایک ایسا خُلق ہے جس کو اپنانے کی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ پس ہر احمدی کو اس پہ بہت توجہ دینی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے ہمدردی بنی نوع انسان، صلح جوئی، اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو فوقیت دینے وغیرہ امور سے متعلق نہایت اہم نصائح

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنے والے ہوں۔ صلح کی بنیاد ڈالنے والے ہوں۔ توحید کا صحیح اِدراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اور معاشرے میں محبت اور پیار بکھیرنے والے ہوں۔ دنیاوی خواہشات کو کبھی اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں ہم ہمیشہ رہیں اور یہی ہماری اوّلین ترجیح ہو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 اگست 2017ء بمطابق 18 ظہور 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْھِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْھِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب کشتیٔ نوح میں فرماتے ہیں کہ:

''خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔'' فرمایا ''تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔'' فرمایا کہ ''تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔'' فرماتے ہیں ''نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12-13)

یہ اقتباس مختلف تقریروں میں، درسوں میں، اکثر جماعت کے افراد کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل اختیار کرنے کا فقرہ تو ایسا ہے جو اکثر احمدی مختلف اوقات میں بطور حوالہ پیش کرتے ہیں بلکہ آپس کے معاملات کی تفصیل پیش کرتے ہوئے مجھے بھی لکھتے ہیں کہ ہم نے تو ایسا رویہّ اختیار کیا لیکن دوسرا فریق تب بھی ہمارے ساتھ ظالمانہ رویہّ اپنائے ہوئے ہے۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے قضا اور جھگڑوں کے مقدموں کے حوالے سے بھی کچھ باتیں کی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ جن کو آپ نے اپنی تعلیم میں شامل کیا ہے یہ آپ کی اپنے ماننے والوں سے توقعات اور ان کے لئے آپ کے دل کے درد کا اظہار ہے۔ انسان جب کشتی نوح میں تعلیم کے مکمل حصہ کو پڑھتا ہے تو ہل کر رہ جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ چند الفاظ بھی بار بار ہمارے سامنے لائے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو معاف کرنے اور صلح کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تذلّل بھی اختیار کرتے ہیں، صلح کے لئے ہر شرط کو قبول کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرا فریق ظلم کا رویہّ اپناتا ہے۔ اگر حقیقت میں دوسرا فریق ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو پھر وہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ کاٹا جائے گا اور پھر آگے یہ بھی فرمایا کہ ''بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

پس وہ لوگ جو ضدّ کرتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا انذار ہے۔ انہیں ہوش کرنی چاہئے۔ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم فساد نہیں کریں گے۔ نفسانی جوشوں سے بچیں گے۔ اور دوسری طرف صلح سے بھی گریز کرتے ہیں۔ تو پھر یہ عہد بیعت سے دُوری ہے۔ عہد بیعت کو نبھانا نہیں ہے۔

آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا ''کہ ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے'' لفظوں سے ہی اپنے آپ کو احمدی نہ ثابت کرتے رہیں۔ فرمایا کہ ''بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔'' آپ نے فرمایا کہ ''اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔'' آپ فرماتے ہیں کہ ''اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 188۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس آپ علیہ السلام نے بڑا واضح فرما دیا کہ بیعت کے منشاء کو پورا کئے بغیر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق کی ادائیگی اور صلح اور صفائی بھی ضروری ہے۔

آپ اپنی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اور اس بات کا اظہار فرماتے ہوئے کہ آپ میں کتنی وسعت حوصلہ اور معاف کرنے کی طاقت ہے، اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجّال اور کذّاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کی کوشش کی ہو

اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آ سکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔'' پھر آپ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسے اپنے نفس سے کرتے ہو۔'' جو اپنے لئے چاہتے ہو یا خواہش ہے کہ تمہارے ساتھ دوسروں کی ہمدردی ہو، وہی سلوک اپنے بھائیوں سے بھی رکھو۔ فرمایا کہ ''اور اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے، نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 74۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں ہر وقت یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ آجکل کی دنیا میں جہاں ہر وقت اور ہر جگہ فتنہ وفساد کی حالت طاری ہے ہم جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ایک حصار میں آیا ہوا سمجھتے ہیں اور اس بات پر شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا کی عمومی فساد کی حالت سے محفوظ رکھا ہوا ہے حقیقت میں ہم اس وقت محفوظ ہو سکتے ہیں جب ہر وقت ہم یہ احساس رکھیں کہ اپنے جائز معاملات میں بھی دوسروں سے معاملات پڑنے پر نرمی کا رویہّ رکھنا ہے اور صلح کی بنیاد ڈالنی ہے۔ ورنہ ہماری باتیں صرف باتوں کی حد تک رہیں گی اور ہمارا دعویٰ صرف دعوے کی حد تک ہی ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر کوئی فائدہ ہوا ہے۔ یہ ہمارا دعویٰ تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقت نہیں۔ فائدہ اُسی وقت ہو گا جب اعلیٰ اخلاق کا ہر خُلق ہم میں اپنی چمک دکھا رہا ہو گا۔ ہمدردیٔ خَلق اور صُلح ایک ایسا خُلق ہے جس کو اپنانے کی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ پس ہر احمدی کو اس پہ بہت توجہ دینی چاہئے۔ آپ کے بعض اور اقتباسات بھی ہیں۔ اپنی مختلف کتابوں میں، اپنی ملفوظات میں آپ نے بار بار اس کا تذکرہ کیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ اصل پہلوان وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب الحذر من الغضب حدیث 6114)

پس یہ ایک مومن کی شان ہے کہ اس طرح کے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ غصّہ کی حالت میں اپنے اوپر کنٹرول ہونا چاہئے۔ کبھی کوئی کافر اس بات پر عمل نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لئے تو یہ حیرانی کی بات ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ آتا ہے جب آپ نے دشمن کو پچھاڑ لیا۔ اس پر بیٹھ گئے اور قریب تھا کہ اس کو قتل کر دیتے۔ اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ اور آپ علیحدہ ہو گئے۔ اس نے کہا کہ ایسی حالت میں آپ نے مجھے چھوڑ کیوں دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس لئے کہ پہلے میں تمہیں اسلام کے دشمن ہونے کی وجہ سے قتل کرنے لگا تھا۔ اب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو میری ذات اس میں شامل ہو گئی اور میں اپنے نفس کی خاطر کسی کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ تو یہ اعلیٰ معیار ہیں جو ہمیں تاریخ میں نظر آتے ہیں جو ہمارے بزرگوں نے پیش کئے۔ (ماخوذ از الفخری اصول ریاست اور تاریخ ملوک مؤلفہ محمد علی ابن علی مترجم مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی صفحہ 68 مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 2007ء)

پس مومن کی تو یہ شان ہے کہ غصّہ دبائے اور صلح کی طرف آمادہ ہو لیکن کافر کبھی یہ نہیں سوچ سکتا۔ اور یہی وہ مومنانہ شان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں تا کہ ہمارے ہر عمل سے اسلام کی حقیقی تعلیم کا اظہار ہو۔ اس حقیقی تعلیم کا اظہار ہو جو عفو، درگزر اور صلح پھیلانے والی تعلیم ہے۔

چنانچہ ایک موقع پر اپنی ایک مجلس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو اسی حدیث کی تشریح بھی ہے کہ ''ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں''۔ ہمیں وہ نہیں چاہئیں جو بڑے زور آور ہوں اور پہلوان ہوں۔ فرمایا کہ ''بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔'' اپنے اخلاق کو بدلنے اور اعلیٰ معیاروں تک لے جانے والے ہوں۔ فرمایا ''یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔'' فرمایا کہ ''اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیل اخلاق پر مقدرت پاوے۔'' جو اپنے آپ پر کنٹرول رکھتا ہو اور اخلاق کو اعلیٰ اپنانے کی طاقت رکھتا ہو۔ فرمایا کہ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 140۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔

پھر ایک موقع پر ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیّئہ کو چھوڑ کر عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ کو لیتا ہے ''برے اخلاق کو چھوڑتا ہے، بری عادتوں کو چھوڑتا ہے اور اچھی اخلاق اور خصلتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ فرمایا ''اس کے لئے وہی کرامت ہے۔'' یہ تبدیلی ہونا، اعلیٰ اخلاق حاصل کرنا اس کے لئے ایک معجزہ ہے اور ایک کرامت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کیا کرامت ہوئی؟ بیعت میں آ کر کیا کرامت دکھائی۔ تو بیعت میں آ کر کرامت یہی ہے کہ اعلیٰ اخلاق اپنا لئے اور بری باتوں کو چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ ''مثلاً اگر بہت ہی سخت تُند مزاج اور غصّہ وَران عادات بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کے بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بیشک یہ کرامت ہے۔'' برائیاں چھوڑیں۔ اچھے اخلاق اختیار کئے۔ غصہ کو چھوڑا اور معافی اور حلم کی عادت ڈالی۔ کنجوسی کو چھوڑا اور سخاوت کی۔ حسد کے بجائے دوسروں سے ہمدردی کے جذبات رکھے تو فرماتے ہیں کہ یہ ایک کرامت ہے، ایک انقلاب ہے جو تمہارے اندر پیدا ہو گیا۔ فرمایا ''اور ایسا ہی خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔'' فرمایا کہ ''میں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے تو بس یہ ایک دُوامی اور زندہ کرامت ہے''۔ اگر ہمیشہ قائم رہنے والی کوئی کرامت ہے تو یہی کرامت ہے۔ یہی معجزہ ہے اور یہی انقلاب ہے جو تمہیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ بدیوں کو چھوڑ کر، بداخلاقیوں کو چھوڑ کر اعلیٰ اخلاق اختیار کرو۔ فرمایا ''انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ خَلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے۔'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اہل کرامت بن جاؤ۔ مخلوق کے نزدیک بھی اہل کرامت بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ مخلوق کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ''بہت سے رند اور عیاّش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا۔'' مان گئے۔ بڑے بڑے مجرم، بڑے بڑے بدمعاش، بڑے بڑے عیاش تھے۔ نشانوں کو دیکھ کے تو ان کی حالت نہیں بدلی لیکن اخلاقی حالت دیکھ کر انہوں نے سر جھکا لیا، مان گئے۔ ''اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی''۔ فرماتے ہیں کہ ''بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامت ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 141–142۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جب آپ یہ بات بیان کر رہے تھے اس وقت آپ کی ذات سے اس کا ایک عملی اظہار بھی ہو گیا۔ پہلے بھی مَیں یہ واقعہ بیان کر چکا ہوں کہ اُس وقت دو سکھ آئے اور مجلس میں بیٹھ کر فضول گوئی شروع کر دی۔ گالیاں دینی شروع کر دیں۔ بکواس شروع کر دی اور آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے بولتے رہے۔ آپ نے کچھ نہیں کہا۔ خاموشی سے سنتے رہے۔ اس وقت سب لوگوں کے یہ جذبات تھے کہ اعلیٰ اخلاق کا کیسا عملی اظہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ حالانکہ آپ کی جگہ تھی، آپ کی مجلس تھی، احمدی لوگ تھے لیکن آپ نے کسی کو اجازت نہیں دی کہ انہیں کچھ کہے اور جو اُن کے منہ میں آیا، جو گالیاں بَک سکتے تھے بکیں، بولے اور چلے گئے۔ یا پھر بعد میں پولیس نے ان کو پکڑ لیا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 142۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو یہ وہ اعلیٰ معیار تھا جس کا آپ نے اپنا نمونہ بھی اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش فرمایا۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اگر انسان کے اندر سے نفسانیت کا کیڑا نہیں نکلتا تو اس کا توحید پر بھی ایمان نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نہیں نکل سکتے۔'' یعنی نفسانیت کے کیڑے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کا فضل حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرماتے ہیں کہ ''یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے۔ جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے۔ اور بہت ہوں گے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہوں گے۔ مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔'' یہ صرف جاہلوں کا کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کا حق اور بندوں کے حق ادا نہیں کرتے یا موقع آئے تو لوگوں کے حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ آپ نے فرمایا کہ بہت سارے پڑھے لکھے لوگ ایسے ہیں بلکہ علماء اور عالم لوگوں میں اور اس سے بھی بڑھ کر جو دین کا علم رکھنے والے ہیں اور عام دنیا میں وہ بڑے فقیہ اور بڑے صوفی کہلاتے ہیں، بزرگ کہلاتے ہیں وہ بھی اس مرض میں مبتلا ہیں کہ جب اپنا موقع آتا ہے تو پھر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور نہ پھر ان کو خدا یاد رہتا ہے نہ بندوں کے حق ادا کرنے اور اعلیٰ اخلاق یاد رہتے ہیں۔ فرمایا ''ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے اور ہزاروں کشت وخون ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔'' فرماتے ہیں کہ ''ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطّل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔'' جو اصل مقصد ہے، اصل مفہوم ہے توحید کا اس کو نہیں سمجھے۔ سمجھ لیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ دیا اور کافی ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’یہ امر خوب سمجھ لو کہ مَیں جو اس مقام پر کھڑا ہوں مَیں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا اور کوئی کہانی سنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ مَیں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں۔ میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دینا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اس امر کی مجھے پرواہ نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا اس کا جواب تم خود دو گے۔ میں نے فرض ادا کرنا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کو ماننے والا ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’خدا کے واحد ماننے کے لئے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا قائل نہیں‘‘۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا قائل ہونا یا توحید کا قائل ہونے والا پھر بندوں کے حقوق بھی نہیں غصب کرتا۔ فرمایا ’’کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔‘‘ اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مفہوم سمجھ لو تو ایک غیر معمولی تبدیلی تمہارے اندر پیدا ہو جائے۔ فرمایا کہ ’’اس میں بغض، کینہ، حسد، ریاء وغیرہ کے بُت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت تکبر، خود پسندی، ریاء کاری، کینہ وعداوت، حسد و بخل، نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔‘‘ حقیقی موحد بننا ہے تو پھر تکبر بھی چھوڑنا ہو گا۔ خود پسندی بھی چھوڑنی ہو گی۔ بناوٹ اور ریا کاری کو بھی چھوڑنا ہو گا۔ کینہ اور عداوت رکھنا بھی چھوڑنا ہو گا۔ کوئی صلح کرنے کے لئے آتا ہے، معافی مانگتا ہے تو اس کو معاف بھی کرنا ہو گا۔ دلوں میں کینے پالنے نہیں چاہئیں۔ دشمنیاں نہیں رکھنی چاہئیں۔ حسد اور بخل کو بھی چھوڑنا ہو گا۔ نفاق اور بدعہدی کو بھی چھوڑنا ہو گا۔ یہ ساری چیزیں چھوڑیں گے تو آپ نے فرمایا کہ پھر ہی سچے موحد بن سکتے ہو۔ تبھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے مفہوم کو سمجھ سکتے ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں توکّل کی نفی مقصود ہے۔‘‘ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 105 تا 107۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس خلاصہ یہ کہ انسان کے اندر سے نفسانیت کا کیڑا اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں نکل سکتا اور اللہ تعالیٰ کا فضل بغیر حقیقی توحید پر قائم ہوئے نہیں مل سکتا۔ نرا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ منہ سے کہہ دینے سے انسان موحّد نہیں بن سکتا۔ موحّد بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کو سب طاقتوں کا مالک سمجھنا ضروری ہے اور اس کو معبود حقیقی سمجھنا ضروری ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو سب طاقتوں کا مالک سمجھا جائے اور معبود حقیقی سمجھا جائے تو پھر دنیاوی حیلوں سے، دنیاوی بہانوں سے، مختلف طریقوں سے، انسان دوسرے انسانوں کا حق نہیں مار سکتا۔ پس جو اپنے بھائیوں کے حق ادا نہیں کرتا، جو صلح کی طرف قدم نہیں بڑھاتا، جو دشمنیوں کو ختم نہیں کرتا وہ توحید کا بھی قائل نہیں۔ یہ خلاصہ ہے آپ کے اس بیان کا۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے کہ اگر اسے سمجھ لیا جائے تو ہم سب ہمیشہ صلح کی بنیاد ڈالنے والے بن جائیں اور دوسروں کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے ورنہ ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ منہ سے تو توحید کا اقرار ہے لیکن عمل سے اس کی نفی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘، میں ترک شر کی قسموں کا ذکر فرمایا اور یہ ذکر فرماتے ہوئے ایک قسم آپ نے یہ بیان فرمائی یعنی کہ شر کو کس طرح ترک کیا جا سکتا ہے۔ کس طرح کیا جانا چاہئے اور کس طرح ترک ہوتا ہے اور مختلف طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ ’’دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا اور بے شر ہونا اور صلح کاری کی زندگی بسر کرنا۔‘‘ ایک قسم ترک شرک کی یہ ہے۔ بالکل ایسی زندگی گزارنا کہ کسی بھی قسم کا ظلم کسی پر نہ کرنا۔ کسی کو نقصان نہ پہنچانا بلکہ خالص بالکل مکمل طور پر بے شر ہو جانا اور صلح کی بنیاد ڈالنا، صلح سے زندگی گزارنا۔ آپس میں محبت اور پیار کو بڑھانا یہ ضروری ہے۔ اس بارے میں آپ مزید فرماتے ہیں۔ ’’پس بلا شبہ صلح کاری اعلیٰ درجہ کا ایک خُلق ہے اور انسانیت کے لئے ازبس ضروری۔ اور اس خلق کے مناسب حال طبعی قوت جو بچے میں ہوتی ہے جس کی تعدیل سے یہ خُلق بنتا ہے اُلفت یعنی خُوگرفتگی ہے‘‘۔ فرماتے ہیں۔ ’’یہ تو ظاہر ہے کہ انسان صرف طبعی حالت میں یعنی اس حالت میں کہ جب انسان عقل سے بے بہرہ ہو صلح کے مضمون کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ جنگجوئی کے مضمون کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ خُلق جو ہے یہ بچوں میں پیدا ہوتا ہے۔ صلح کرنا، صلح کی طرف قدم بڑھانا فطرت کا حصہ ہے۔ بچے جو ہیں وہ فوری طور پر بھول جاتے ہیں اور صلح کی طرف بڑھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ انسان اس طبعی حالت کو اسی وقت سمجھ سکتا ہے جب عقل بھی ہو۔ اگر عقل نہیں ہے تو انسان صلح کے مضمون کو سمجھ نہیں سکتا اور اسی طرح نہ جنگجوئی کے مضمون کو سمجھ سکتا ہے۔ کس وقت صلح کرنی اور کس وقت کن حالات میں جنگ ہونی ہے۔ فرمایا کہ ’’پس اس وقت جو ایک عادت موافقت کی اس میں پائی جاتی ہے وہ صلح کاری کی عادت کی ایک جڑھ ہے۔ لیکن چونکہ وہ عقل اور تدبر اور خاص ارادے سے اختیار نہیں کی جاتی اس لئے خُلق میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خُلق میں تب داخل ہو گی کہ جب انسان بالارادہ اپنے تئیں بے شر بنا کر صلح کاری کے خُلق کو اپنے محل پر استعمال کرے۔‘‘ اگر عقل نہیں ہے انسان میں یا طاقت نہیں ہے اُس وقت یا بچے کی حالت ہے تو وہ ایک اعلیٰ خُلق نہیں ہے۔ اعلیٰ خُلق تبھی بنے گا جب سارے حالات کا جائزہ لے اور پھر انسان ارادہ کر کے اور کوشش کر کے پھر صلح کی بنیاد کو ڈالے اور اس کو اپنے محل پہ استعمال کرے۔ یا اگر بعض دفعہ ملکوں میں یا قوموں میں جنگ کی صورت پیش آ جاتی ہے اس وقت وہ فیصلے کرتے ہیں۔ لیکن انصاف سے دور ہو کر نہیں، عقل سے ہٹ کر نہیں بلکہ موقع اور محل کے حساب سے اور سوچ سمجھ کر یہ فیصلے ہوتے ہیں۔ صلح کاری کی بنیاد بھی صحیح محل پہ ہو، صحیح موقع پر ہو تو یہ ایک اعلیٰ خُلق تبھی بنتا ہے۔ فرمایا کہ ’’جب انسان بالارادہ اپنے تئیں بے شر بنا کر صلح کاری کے خُلق کو اپنے محل پر استعمال کرے اور بے محل استعمال کرنے سے مجتنب رہے۔ اس میں اللہ جلّ شانہٗ یہ تعلیم فرماتا ہے وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ۔ (الانفال:2) کہ اپنے درمیان اصلاح کرو۔ وَالصُّلۡحُ خَیۡرٌ۔ (النساء:129) صلح بہرحال بہتر ہے۔ وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَھَا۔ (الانفال:62) کہ اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں تو تُو بھی ان کے لئے صلح کے لئے جھک جا۔ اگر دشمن صلح کے لئے جھک جائے یا دوسرا فریق صلح کی طرف مائل ہو تو پھر صلح کرو۔ وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَھَا۔ (الانفال:62)۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ھَوۡنًا۔ (الفرقان:64) کہ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا۔ (الفرقان:73) اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت QUOTE کی کہ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَ بَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ۔ (حم السجدہ:35) کہ ایسی چیز سے دفاع کرو جو بہترین ہو۔ اگر اس طرح احسن رنگ میں کرو گے تو تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی ہے گویا کہ وہ گہرے دوست بن جائیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یعنی آپس میں صلح کاری اختیار کرو۔ صلح میں خیر ہے جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور اگر کوئی لغویات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں۔‘‘ اگر لغو بات سنتے ہیں جس کی وجہ سے لڑائی پیدا ہونے کا خطرہ ہو، لڑائی ہونے کا خطرہ ہو تو پھر وہ بزرگانہ طور پر اس سے بچتے ہوئے ایک طرف ہو جاتے ہیں اور فرمایا کہ ’’اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے اس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور صلح کاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں۔ اور لغو کا لفظ جو اس آیت میں آیا ہے سو واضح ہو کہ عربی زبان میں لغو اس حرکت کو کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص شرارت سے ایسی بکواس کرے یا بہ نیت ایذاء ایسا فعل اس سے صادر ہو کہ دراصل اس سے کچھ ایسا حرج اور نقصان نہیں پہنچتا۔‘‘ منہ سے فضول باتیں کر رہا ہے، بکواس کر رہا ہے یا نقصان پہنچانے کی نیت ہو جس سے زیادہ کوئی حرج بھی نہ ہوتا ہو ’’سو صلح کاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں۔‘‘ اگر کوئی ہلکا سا چھوٹا موٹا نقصان بھی پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کو صرف نظر کرو۔ چھوڑ دو اسے ’’اور بزرگانہ سیرت عمل میں لاویں۔‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’اور پھر فرمایا کہ جو شخص شرارت سے کچھ یاوہ گوئی کرے تو تم نیک طریق سے صلح کاری کا اس کو جواب دو تب اس خصلت سے دشمن بھی دوست ہو جائے گا۔‘‘

(ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 348–349)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اس جماعت کو تیار کرنے میں غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہوں۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے اور دوسرا چُپ رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے‘‘۔ فرمایا کہ ’’سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینے کو ہرگز نہ بڑھاوے۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو خدا تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ

نہیں۔’’ فرمایا ’’خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں کوئی ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 127–128۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارا مقصد آپ کی جماعت میں شامل ہونا اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور حقیقی توحید کو اپنے دلوں پر قائم کریں۔ پھر جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے ان اخلاق کو بھی اختیار کرنا ہوگا جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں، جو دوسروں کے حقوق ادا کرنے سے ملتے ہیں۔

آپ نے ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’اگر مجھ سے تعلق جوڑا ہے اور میری فوج میں داخل ہونے کا دعویٰ ہے تو اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے ہوں گے اور فتنہ وفساد کی حالت کو چھوڑنا ہوگا‘‘۔ آپ نے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو فرمایا کہ ’’وہ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں، زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔‘‘ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 15)۔ اسلام پھیلے گا۔ تبلیغ کے رستے کھلیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ’’پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔‘‘ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 174)

پھر ایک جگہ اپنی جماعت کو اپنے دلوں سے بغضوں اور کینوں کو نکالنے اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کرنے اور صلح کی بنیاد ڈالنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’مَیں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارہ شیوہ ہو‘‘ لوگوں کو دکھ پہنچانا تمہارا شیوہ بن جائے۔ فرمایا ’’نہیں۔ بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو۔‘‘ وہ زندگی حاصل کرنی ہے تو بغیر کسی کوشش کے نہیں ہوگی یا بغیر اعلیٰ اخلاق کو اپنائے نہیں ہوگی۔ فرمایا کہ خدا کے لئے سب پر رحم کرو ’’تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ مَیں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سِفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔‘‘ کپڑے دھوتے ہوئے ان کو بار بار ملنا پڑتا ہے یا دھوبی ان کو پتھروں پے مارتا ہے یا آجکل واشنگ مشینیں ہیں تو ان کو اس تیزی سے گھماتی ہیں کہ وہ میل اتر جاتی ہے یہی مثال آپ نے دی ہے۔ فرمایا کہ ’’یہاں تک کہ کپڑے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔‘‘ جس طرح کپڑے دھلتے ہیں وہی تدبیر جو ہے انسانی نفس کے پاک ہونے کی ہے ’’اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا ۔ (الشّمس:10) یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔‘‘ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 14–15)

پس اس طرح اپنے نفس کو دھونے کی کوشش کرنی چاہئے جس طرح کپڑے دھلنے کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنے والے ہوں۔ صلح کی بنیاد ڈالنے والے ہوں۔ توحید کا صحیح اِدراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اور معاشرے میں محبت اور پیار بکھیرنے والے ہوں۔ دنیاوی خواہشات کو کبھی اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں ہم ہمیشہ رہیں اور یہی ہماری اوّلین ترجیح ہو۔

◎

بقیہ: حضرت مولوی ظہور حسین صاحب از صفحہ 17

تھوڑے ہی عرصہ بعد میرے کمرہ کے باہر ایک ایمبولینس آ گئی اور مجھے ہسپتال لے گئی۔ ہر قوم میں شریف لوگ بھی ہوئے۔ میں ہسپتال بھیجا گیا تو اس روسی افسر کی سفارش پر جس سے میں نے شکایت کی تھی۔ ہسپتال میں میں نے دو ماہ گزارے ہر طرح کا آرام اور آسائش مجھے حاصل تھی۔ درحقیقت یہ صبر کا ثمرہ تھا جو میرے رب نے مجھے دیا۔ مجھے (دوبارہ جیل) رخصت کر دیا گیا...

جیل والوں نے مجھے سؤر کا گوشت کھلانے کی بھی کوشش کی۔ لیکن جیل سٹاف میں میرے کچھ ہمدرد بھی تھے۔ انہوں نے مجھے بتا دیا۔ اس کے بعد میں نے سالن وغیرہ کھانا بالکل چھوڑ دیا۔ آدھی ڈبل روٹی جو پانی کے ساتھ روزانہ ملتی تھی وہ پانی کے ساتھ نگل لیتا تھا اس سے زندگی قائم رہی۔

ماسکو جیل میں تشدد

ارتھک، اشک آباد اور تاشقند میں تقریباً 9 ماہ گزارنے کے بعد مجھے ماسکو جانے کا حکم ملا۔ تاشقند میں انہوں نے جو میری درگت بنائی تھی، وہ یہاں (ماسکو) بھی شروع ہو گئی۔ روزانہ پٹائی اور ساری ساری رات جگائے رکھنا معمول بن گیا...تاشقند میں مہینہ میں ایک آدھ مرتبہ کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کی اجازت بھی مل جاتی تھی۔ نہانا تو وہاں ایک قسم کا تعیش کا آئٹم تھا۔ لیکن سر کے بال منڈوانے یا ناخن وغیرہ کاٹنے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ ماسکو میں ورود ہوا تو مار پیٹ دوبارہ شروع ہو گئی۔ کپڑے بدلنے کی مکمل ممانعت۔ بال اور ناخن کٹوانے پر بھی قدغن تھی۔... ایک قیدی نے مجھے مقامی روسی اخبار کا ایک صفحہ دکھایا جس میں جلی عنوان سے یہ خبر درج تھی کہ ماسکو جیل میں آج کل ایک انڈین مولوی آیا ہے، وہ لوگوں کو بہکا رہا ہے اور بہت سے لوگوں کو خدا کی ہستی کا قائل کر لیا ہے۔ اخبار مذکور نے حکومت کو توجہ دلائی تھی کہ اس پاگل پن کا فوری طور پر خاتمہ ہونا چاہئے۔

جوں جوں ماسکو میں عرصہ حیات مجھ پر تنگ ہوتا گیا، اللہ تعالیٰ کی عنایات اسی نسبت سے مجھ پر زیادہ نازل ہونے لگیں۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا تھا کہ خواب میں مجھے تسلی نہ دی جاتی ہو۔ میں روزانہ دعائیں مانگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس شدید سردی میں زندگی آسان بنا دے۔ چند روز ہی گزرے تھے کہ جیل سپرنٹنڈنٹ نے مجھے بلایا اور کہا تمہاری کمزور حالت سے ہم بے خبر نہیں ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہاری صحت خراب ہے اور زیادہ دیر تک تم یہاں کی سردی برداشت نہیں کر سکتے اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ کے لئے ہسپتال بھیج دیا جائے۔ چنانچہ دو روز بعد مجھے ہسپتال بھیج دیا گیا۔ تھوڑے دنوں میں صحت ٹھیک ہو گئی۔

ہسپتال میں چند ماہ نہایت امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ میں گزار کر جب واپس جیل خانہ میں آیا، تو مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ میری رہائی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

رہائی اور واپسی

ایک دن صبح کے وقت جبکہ سورج ابھی نکلا ہی تھا کہ میرے کمرے کا دروازہ کھلا اور وارڈن اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اس نے میرا نام پکارا اور اعلان کیا کہ تمہاری رہائی کا حکم ہو گیا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی 50 روبل دیئے اور کہا کہ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لو۔

ماسکو سے بذریعہ ٹرین باکو لے گئے یہاں چند روز کے لئے جہاز کا انتظار تھا۔ ایک دن میں نے کیمپ کمانڈنٹ سے ملاقات کی اور اس سے درخواست کی کہ مجھے کھلے بندوں دو تین دن کے لئے باکو میں اشاعت احمدیت کی اجازت دی جائے، کیونکہ اب تو جاسوسی کا الزام ختم ہو چکا تھا اور میں چاہتا تھا کہ روسی سرزمین چھوڑنے سے پہلے خواہ ایک مختصر عرصہ کے لئے ہی سہی مجھے برسرعام دعوت الی اللہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ کیمپ کمانڈنٹ کو ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہ تھا لیکن وہ کہتا تھا کہ اس کے لئے ماسکو سے پوچھنا پڑے گا۔ جس میں دیر کا امکان ہے۔ میں نے معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیا چند روز بعد روسی بحری جہاز کے ذریعہ ایرانی بندرگاہ ہنزالی پہنچا۔ وہاں برٹش کونسل ہنزالی گیا انہوں نے تہران بھجوایا وہاں انگریزی سفیر سے ملاقات کی۔ ان کی ہدایت پر بغداد گیا اور وہاں سے براستہ بصرہ تقریباً ایک ہفتہ بعد کراچی پہنچا۔

1926ء کا موسم خزاں تھا جب صبح کے وقت میں قادیان پہنچا۔ صدر انجمن احمدیہ نے اس دن عام تعطیل کا اعلان کیا تھا۔ اسی دن بعد نماز ظہر حضرت مصلح موعود سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(خدا کی محبت میں خاک وخون میں مل جانے کی کیا ہی اچھی رسم ڈال دی ہے۔ خدا ان پاکباز عاشقوں پر رحم فرمائے)

خلیفۃ المسیح کا خراجِ تحسین

10 مارچ 1944ء کو لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے پورے ہونے اور دعویٰ مصلح موعود کا اعلان فرمایا۔

اس موقع پر حضرت مصلح موعود نے فرمایا:

’’اب ہماری جماعت کے وہ مبلغین جو اس وقت یہاں موجود ہیں آپ لوگوں کو بتائیں گے کہ کس طرح میرے زمانہ میں اسلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچا۔‘‘

اس پر مبلغین سلسلہ نے اپنے واقعات بیان کئے ان مبلغین میں مولوی ظہور حسین صاحب بھی تھے۔ اس کے بعد حضور نے دوبارہ سلسلہ تقریر جاری فرمایا اور اس دوران بڑے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا:

’’یہی مولوی ظہور حسین صاحب جنہوں نے ابھی روس کے حالات بیان کئے ہیں۔ جب انہوں نے مولوی فاضل پاس کیا تو اس وقت لڑکے ہی تھے۔ میں نے ان سے کہا کیا تم روس جاؤ گے۔ انہوں نے کہا میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے کہا جاؤ گے تو پاسپورٹ نہیں ملے گا۔ کہنے لگے بے شک نہ ملے میں بغیر پاسپورٹ کے ہی اس ملک میں تبلیغ کے لئے جاؤں گا۔ آخر وہ گئے اور دو سال جیل میں رہ کر انہوں نے بتا دیا کہ خدا نے کیسے کام کرنے والے وجود مجھے دیئے ہیں۔ خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں، میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں، میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی، اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتے۔‘‘

(الفضل 18 فروری 1958ء)

حُسنِ سیرت اور حُسنِ اخلاق سے مزیّن پاکیزہ جوڑوں کی

بہشتی زندگی

وحید احمد رفیق

قسط نمبر 5

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ

خاوند کی محافظ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ میں خداداد فراست تھی۔ علم سے شغف تھا۔ میں سمجھتا ہوں! تاثر ہے میرا! کہ میری حفاظت کے لئے اپنا یہ طریق بنالیا تھا کہ جب تک میں سو نہ جاؤں رات کو آپ نہیں سوتی تھیں کتاب پڑھتی رہتی تھیں اور جب میں اپنی بتّی بجھا کر لیٹ جاتا تو پھر دو منٹ کے بعد بتّی بجھا کر لیٹ جاتی تھیں۔''

ساری ذمہ داریاں خود سنبھال لیں

حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات پر حضورؒ نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ان شاندار الفاظ میں فرمایا:

''بغیر بات کئے ساری ذمہ داریاں جو میرے نفس کی تھیں وہ آپ سنبھال لیں، اس حد تک کہ وٹامنز خود نکال کر دیتی تھیں۔ کبھی میں خود نکالنے کی کوشش کروں تو ناراض ہوجاتیں کہ یہ میرا کام ہے کیوں آپ نے کیا؟ مطلب یہ تھا کہ یہ دو منٹ بھی خود اس کام پر کیوں خرچ کئے۔ جو دوسرے اہم جماعتی کام ہیں ان پر خرچ کریں۔ مجھے ہر قسم کے ذاتی فکروں سے آزاد کرکے، سارے اوقات کو احباب کی فکروں میں لگانے کے لئے موقع میسر کردیا۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 59)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ بیان فرماتی ہیں:

''بحیثیت بیوی مَیں دل کی گہرائی سے اس بات کی گواہی اپنے ذاتی تجربہ کی روشنی میں دیتی ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر بھرپور عمل فرمایا۔ بسا اوقات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج کے ساتھ حسن سلوک کا کوئی واقعہ پڑھتی ہوں تو معاً اس سے ملتا جلتا واقعہ مجھے حضورؒ کی محبت و شفقت کا یاد آجاتا ہے۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 289)

قابل رشک سلوک

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ فرماتی ہیں کہ:

''حضورؒ کے ساتھ میرا تعلق بیوی کی حیثیت سے اگرچہ بظاہر صرف دو ماہ کے قلیل عرصہ تک رہا لیکن یہ تعلق اس قدر گہرا، اس قدر مضبوط، اس قدر پیار سے بھرپور اور اتنا بے تکلف تھا کہ بیسیوں سال پرانے رشتے بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے... حضورؒ کا حسن سلوک اپنے اہل خانہ کے ساتھ قابل رشک حد تک خوبصورت تھا۔ مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جن سے مَیں اس کا نقشہ کھینچ سکوں۔ بس اتنا کہہ سکتی ہوں کہ چاروں طرف پیار ہی پیار تھا۔ شفقت ہی شفقت تھی اور اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اتنا گہرا اور شدید پیار اور اتنی شفقت کہ عام انسان تو اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتا۔ بسا اوقات میں خود حیران رہ جاتی تھی۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 61-62)

جذبات کا خیال بڑی باریکی سے رکھتے

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ فرماتی ہیں کہ:

''میری تربیت کا ہر چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی خیال رہتا۔ لیکن ہر بات اتنے پیار اور نرم انداز سے کہتے کہ مجھے برا محسوس نہ ہوتا۔ جذبات کا خیال بڑی باریکی سے رکھتے۔ بعض اوقات میں نے وہ بات محسوس نہیں بھی کی ہوتی تھی لیکن حضورؒ کو اس کا احساس ہوتا کہ شاید اس نے محسوس کیا ہو اور خود ہی اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے۔ زندگی کے ہر پہلو پر جب میں نظر ڈالتی ہوں تو یہی محسوس کرتی ہوں کہ حضورؒ اس کے لئے میری کسی نہ کسی رنگ میں ضرور راہنمائی فرماگئے ہیں۔ شروع شروع میں جب میں نے گھر والوں سے اور دیگر لوگوں سے ملنا جُلنا شروع کیا تو حضور نے مجھے نصیحت فرمائی کہ ''دیکھو تکبر نہیں کرنا لیکن وقار سے رہنا۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 62)

معمولی تکلیف کا بہت زیادہ احساس

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حضورؒ کی محبتوں اور شفقتوں کا مزید تذکرہ ان الفاظ میں کرتی ہیں:

''معمولی سی تکلیف اور دکھ کا بہت زیادہ احساس فرماتے اور خیال کرتے۔ ایک دفعہ رات کے وقت بیٹھے ڈاک دیکھ رہے تھے۔ میری طبیعت تھوڑی سی خراب ہوئی۔ معدہ میں جلن تھی میں نے کوئی خاص پرواہ نہیں کی۔ ایسے ہی بیٹھے بیٹھے ذکر کیا تو حضورؒ فوراً اٹھے اور مجھے ہومیوپیتھی دوا دی۔ دس دس منٹ بعد تین خوراکیں دیں اور چہرے پر فکر کا تأثر۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد دریافت فرماتے اب ٹھیک ہو۔ میں حیران تھی نصف گھنٹے میں بالکل ٹھیک ہوگئی۔ طبیعت میں حلم اور نرمی بہت تھی کسی کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ مجھ سے بھی فرماتے ''میں تمہاری آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔'' مجھے ٹائیفائڈ کا ٹیکا لگوانا تھا۔ کوئی خاص تکلیف والی بات تو نہ تھی لیکن آپ نے جس طرح خیال اور محبت سے خود بازو پکڑ کر ٹیکہ لگوایا وہ میرے لئے اس وقت باعث حیرت تھا اور اب اس کی یاد باعث فرحت ہے۔ غرض یہ کہ آپ کی محبتوں اور شفقتوں کا تذکرہ کہاں تک کیا جائے۔ زندگی کے ہر پہلو میں آپ صرف اس بات کا خیال رکھتے کہ ہر کام قرآن کریم کے حکموں کے مطابق ہو۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 62)

بہت زیادہ خیال رکھتے

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ فرماتی ہیں:

''...اس بیماری کے دوران بھی آپ بار بار گھر والوں سے میرے متعلق فرماتے کہ ان کے کھانے کا خیال رکھو اور یہ کہ یہ رات بھر جاگتی ہیں اس لیے دن کے وقت انہیں سلادو۔ اتنا زیادہ خیال فرماتے کہ میں اکثر شرمندہ ہوجاتی اور پھر آخری دوپہر کو کھانے کے وقت مجھ سے فرمانے لگے: ''تمہیں نیند کی دوائی دے کر اگلے چوبیس گھنٹے کے لیے سلادینا چاہیے۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 63)

ہر مصروف شخص کی بیوی اس بات کا خیال رکھے

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حضورؒ کے بارے میں فرماتی ہیں:

''بشاشت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا اور دوسروں کو بھی ہمیشہ مسکرانے کا درس دیتے۔ مجھ سے فرمایا کہ جب میں دفتر سے واپس آؤں تو آدھ گھنٹہ تم نے صرف مسکرانا ہے۔ اس ضمن میں جاپانیوں کی بھی کوئی بات بتائی جو کہ اب مجھے یاد نہیں۔ اس نصیحت پر اب جب بھی غور کرتی ہوں تو سوچتی ہوں کہ یہ کتنی اہم اور ضروری بات ہے جس کا ہر مصروف شخص کی بیوی کو خیال رکھنا چاہیے۔ خاوند تھکا ہارا جب کام سے واپس آتا ہے تو امید کرتا ہے کہ گھر جا کر اُس کو جسمانی اور ذہنی راحت وسکون ملے گا۔ لیکن اگر گھر میں داخل ہوتے ہی بیوی اپنے مسئلے مسائل اور شکایات کے دفتر کھول دے تو بے چارے خاوند کی ذہنی کوفت کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو اس تجربے سے گزرتا ہو۔ اس لیے خواتین کو چاہیے کہ اوّل تو شکوے شکایتیں کرنے سے ویسے ہی اجتناب کریں لیکن اگر کوئی حقیقی مسئلہ ہو بھی تو اُسے اُس وقت تک اُٹھا رکھیں جب تک خاوند گھر آکر اپنی ذہنی اور جسمانی تھکاوٹ کو دُور نہ کرچکے ہوں۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 292-293)

جو خود کھاتے مجھے بھی کھلاتے

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حضورؒ کے بارے میں فرماتی ہیں:

''ہر وہ چیز جو حضورؒ خود نوش فرماتے لازم تھا کہ اُس میں سے مجھے بھی کھلائیں اور پلائیں۔ کھانے کے بعد سیب کھاتے تو آدھے ٹکڑے میری طرف بڑھا دیتے۔ کھانے کے ساتھ کوئی مشروب استعمال کرتے تو مجھے بھی پینے کے لیے ارشاد فرماتے، ناشتے پر انڈا تناول فرماتے تو اس کا کچھ حصہ میری پلیٹ میں بھی ڈالتے۔ رات کو دودھ پیتے تو پہلے مجھے پلواتے۔''

(ماہنامہ مصباح جون، جولائی 2008ء صفحہ 293)

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ

بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھ کر دلی راحت اور اطمینان محسوس کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھ کر مَیں دلی راحت اور اطمینان محسوس کرتا ہوں۔ روزمرہ کی عام سی معمول کی باتیں ہوتی ہیں۔ خاندان اور رشتہ داروں کی خیریت اور ان کی تازہ ترین دلچسپیوں اور معمولات کا ذکر ہوتا ہے۔ مختلف موضوعات پر ہلکے پھلکے رنگ میں تبصرہ ہوتا ہے۔''

(ایک مرد خدا صفحہ 223)

ایک دلچسپ مزاح

صاحبزادی سیدہ شوکت جہاں صاحبہ فرماتی ہیں:

''...مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ ابّا جان ایک مرتبہ گھنی اور لمبی قسم کی دو مصنوعی داڑھیاں اور ساتھ داڑھیاں چپکانے کا مسالہ بھی لائے۔ ان میں سے ایک داڑھی سفید تھی اور ایک سیاہ۔ ابّا جان نے ایک داڑھی اُمّی جان کو لگادی اور دوسری ہماری بوڑھی انا کو اور چہروں کو یوں رنگ دیا کہ پہچان ناممکن ہوگئی۔ دونوں کو سفید چادریں اوڑھا دیں اور ہاتھوں میں لمبے لمبے عصائے پیری تھمادیے۔ پھر یہ دونوں ریشائیل بزرگ اپنے عجیب وغریب سفر پر روانہ ہوگئے اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے دروازوں پر باری باری دستک دینا شروع کی۔ ابّا جان اور میں ہم دونوں ان کے ساتھ ساتھ لیکن چھپ کر سائے کی طرح ان کا پیچھا کرتے رہے۔ سب سے پہلے (حضرت) خلیفہ ثالث کی بڑی اور سن رسیدہ بہن کے دروازے کو جا کھٹکھٹایا۔ انہوں نے خود دروازہ کھولا۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ عجیب الخلقت پیرانِ تسمہ پا ایک جنّاتی زبان میں ان سے مخاطب ہیں تو جھٹ سے کواڑ بند کردیے۔ مارے ہنسی کے ہمارا برا حال ہورہا تھا۔ ایک طرح کی ''قیامت صغریٰ'' برپا کرنے کے بعد یہ دونوں بوڑھے اگلے مکان پر جا دھمکے۔ ابّا جان اور میں بدستور دبے پاؤں ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ اگلے مکان پر دستک دی گئی۔ اب کی بار پہلے سے بھی بڑھ کر دھماکہ خیز ردعمل ہوا۔ پھر کیا تھا ایک دروازے سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا دروازہ۔ ہوتے ہوتے ان کا پیدا کردہ شور وغوغا بھی نئی سے نئی بلندیوں کو چھونے لگا اور ان کی حرکات و سکنات بھی نئے سے نئے زاویوں سے روشناس ہوتی چلی گئیں اور ان میں نکھار آتا چلا گیا۔ عملی مذاق کا یہ سلسلہ رات گئے تک چلتا رہا یہاں تک کہ ہم سیر ہوگئے۔ اب ہم تھک چکے تھے اور ہمارے چھپنے کی چنداں ضرورت بھی نہیں تھی۔ چنانچہ ہم سب مل کر ابّا جان اور میں دونوں ان نام نہاد ''بوڑھوں'' کے ہمراہ دوبارہ گھر گھر گئے لیکن ہمارے خاندان کے لوگوں کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ یہ حقیقت نہیں تھی بلکہ ایک عملی مذاق تھا۔''

(ایک مرد خدا صفحہ 215-216)

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا

گھریلو امور میں بھرپور تعاون

حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تحریر فرماتی ہیں:

حضور انور کی زندگی خلافت سے پہلے بھی خدمت دین کے لئے وقف تھی اور آپ کے شب وروز بھرپور دینی مصروفیات میں گزرتے۔ لیکن آپ اپنے دفتری معمولات کے ساتھ ساتھ گھر کے امور میں بھی دلچسپی لیتے اور بھرپور تعاون فرماتے۔ 1977ء میں نصرت جہاں سکیم کے تحت بطور پرنسپل احمدیہ سکینڈری سکول تقرری ہوئی۔ جب ہم گھانا گئے اس وقت گھانا شدید Economic Crisis

(اقتصادی بحران) میں سے گزر رہا تھا۔ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے شدید قحط سالی تھی۔ ملکی حالات بے حد خراب تھے۔ سب سے پہلی چیز جس نے حضور کے لئے میرے دل میں قدر پیدا کی وہ یہ کہ کسی معاملہ میں بھی حضور نے کبھی Selfishness (خود غرضی) نہیں دکھائی۔ ہمیشہ ہی باوجود اپنی دینی مصروفیات کے میرا اور بچوں کا اپنی طاقت کے مطابق خیال رکھا۔

بے تکلف زندگی

میں بعض گھروں میں جب دیکھتی تھی کہ مردوں کے لئے ان کا حسب پسند الگ سالن اور گرم پھلکا بنتا اور خاص اہتمام ہوتا اور بیوی بچے بعد میں بچا ہوا کھانا کھاتے۔ جبکہ حضور انور کی طرف سے کبھی بھی اس قسم کا کوئی اظہار نہ ہوا اور نہ ہی ایسی خواہش یا مطالبہ۔ تو ایک طرف تو حضور کے لئے میرے دل میں قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا تو دوسری طرف مجھے بڑی حیرت اس بات پر ہوتی کہ زندگی وقف تو مردوں کی ہے مگر خود گھریلو زندگی میں قربانی نہیں کرتے بلکہ الٹا بیوی بچوں سے قربانی مانگتے ہیں۔

گھر کے کام میں مدد کرنا

گھانا میں ہمیشہ پانی کی قلت رہی۔ ہم نے باہر ٹینک رکھا ہوا تھا جس میں ٹینکر آکر پانی ڈالتا تھا۔ اندر کچن اور غسل خانہ میں پلاسٹک کے بڑے ڈرم تھے۔ حضور صبح نماز کے بعد بالٹیوں سے پانی بھرتے۔ جتنا بھی ضروری کام ہوتا، کبھی مجھے یہ نہیں کہا کہ آج میں مصروف ہوں تم خود ہی بھرلو۔ جب کبھی بیمار ہوئی تو کھانا پکانے کی ذمہ داری خود سنبھالتے اور بچوں کو قرآن پاک پڑھانے میں میری پوری مدد فرماتے۔

بچوں کی بیماری کے دوران حضور ایدہ اللہ نے ہر طرح میری مدد فرمائی۔ میٹنگز کے دوران مردوں کے رش کی وجہ سے فیڈرز وغیرہ خود ہی دھو کر دیتے کیونکہ کچن جانے کے لئے اکثر مردوں میں سے گزرنا پڑتا تھا۔

سفر میں بھی خیال رکھنا

1991ء میں ہمارا قادیان جانے کا پروگرام بنا تو میرے امی ابا کے علاوہ خالہ امۃ النصیر صاحبہ (خالہ چھیرو) اور میری دادی مسز فرخندہ شاہ صاحبہ بھی ساتھ تھیں۔ عزیزم قاسم بھی ساتھ تھا۔ اس نے خالہ چھیرو اور دادی صاحبہ کی ذمہ داری سنبھالی ہوئی تھی۔ باقی ہم سب کی سفر کی ساری تیاری، سارا سامان پیک کرنا، بستر بند کسنا اور ہر قسم کی ضروریات کا خیال رکھنا یہ سب کام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت ہمت سے سنبھالے اور سفر وحضر میں میرے ساتھ سب بزرگوں کا بھی خوب خیال رکھا۔

سادہ گھریلو طرز زندگی

حضور کی طبیعت میں بہت نفاست مگر سادگی ہے۔ سادہ گھریلو طرز زندگی جو خلافت سے پہلے تھا اب بھی وہی ہے۔ اپنی روٹین میں فرق نہیں آنے دیا۔ آپ کھانے میں کبھی نقص نہیں نکالتے۔ رزق کا ضیاع بالکل پسند نہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ کے خلیفہ بننے کے بعد کی بات ہے کہ ایک بار میری طبیعت بہت خراب تھی۔ سر درد کا شدید دورہ ہوا تھا تو حضور نے پہلے میرے لئے ناشتہ تیار کر کے مجھے دیا۔ پھر اپنا ناشتہ تیار کرنے کے بعد دفتر گئے۔ اب بھی باوجود بے انتہا مصروف زندگی کے گلدانوں میں پھول لگانا، پودوں کی کانٹ چھانٹ کرنا، ایسے کام کر لیتے ہیں۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان ستمبر، اکتوبر 2008ء صفحہ 14 تا 22)

☆☆☆☆☆

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ

حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں کی لگائی خوب نبھائی

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے متعلق تحریر فرماتی ہیں:

''... شادی ہوئی تو آج کل کی پود کو دیکھتے ہوئے بچہ ہی تھے مگر بہت سنجیدگی اور وقار سے وہ پہلے پہل کے دن بھی گزارے۔ کوئی ناپختگی یا بچپن کی علامت لڑائی جھگڑا، کسی قسم کی کوئی بات میں نے نہیں دیکھی حالانکہ ہر وقت کا ساتھ تھا۔ صرف عزیزہ امۃ السلام کی پیدائش پر شرماتے۔ منجھلی بھابھی جان بیاہ کر آئیں تو نہ معاشرت نہ طور وطریق نہ وضع لباس وغیرہ نہ زبان کچھ بھی مشترک نہ تھا اور آخر نادان کم عمر تھیں وہ بے چاری بھی۔ کئی بار اگر وہ تعلقات بگاڑنے والے ہوتے تو بگڑ سکتے تھے۔ مگر ایسی خوش اسلوبی سے نبھایا کہ ایسے نمونے ملنے مشکل سے ہی ہیں۔ ادھر سالہا سال سے وہ بیمار چلی آرہی ہیں۔ اتنے دراز عرصہ میں انسان اور اتنے کاموں والا جس کے کندھوں پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ہوں اور خود بیمار ہو اس سے غفلت بھی ہوسکتی ہے۔ کسی وقت بے دھیان بھی ہوسکتا ہے۔ مگر کبھی اُن کی خدمت اور دیکھ بھال سے غافل نہ ہوئے۔ ذرا ذرا دیر کے بعد اس حال میں کہ اپنی ٹانگیں لڑکھڑا رہی ہیں طبیعت خراب ہے اُن کی خبر پوچھنے اُن کے کمرے میں جارہے ہیں۔ اُن کی خادمات کی خاطریں ہورہی ہیں کہ اس بے کس بیمار ولاچار کو چھوڑ کر نہ چل دیں۔ غرض بچپن کی حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں کی لگائی خوب نبھائی۔''

(تحریراتِ مبارکہ از شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ پاکستان صفحہ 126 تا 127)

دونوں میاں بیوی میں انتہائی پیار ومحبت تھا

امۃ القیوم صاحبہ جو گھر میں کثرت سے آتی جاتی رہتیں جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

''آپ میاں بیوی میں بہت زیادہ محبت کا تعلق تھا۔ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب پیٹ درد سے سخت بیمار ہوگئے۔ غالباً قولنج کی درد تھی۔ آپ کو علاج کے لیے لاہور یا امرتسر لے کر جانے لگے۔ آپ درد سے بُری طرح کراہتے۔ حضرت بی بی صاحبہ ہسپتال کے لیے آپ کی تیاری کررہی تھیں اور ساتھ بے اختیار روتیں اور دعائیں پڑھتیں۔ حضرت میاں صاحب کا کراہنا سنا نہیں جاتا تھا۔ سارا گھر پریشان تھا حالانکہ میاں صاحب بہت باہمت اور حوصلہ والے تھے، لیکن وہ درد ہی اتنی ناقابل برداشت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر پھر آپ صحت سے واپس آئے۔ گھر میں خوشیاں لوٹ آئیں۔ ساری جماعت آپ کے لیے تڑپ تڑپ کردعائیں کرتی رہی۔''

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 62)

گھر کا ماحول خوشگوار تھا

حضرت میاں صاحب اپنے گھر میں بہت خوش باش رہتے۔ حالانکہ جماعتی بے شمار ذمہ داریاں تھیں۔ کبھی چڑتے، غصہ کرتے اور ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ ہمیں بھی لطیفے سنایا کرتے تھے۔...

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 63)

حضرت بی بی جان اپنے گھر میں بادشاہی کرتیں

حضرت بی بی جان بھی اپنے گھر میں بادشاہی کرتیں اور خوش رہتیں۔ کبھی پریشان حال بیٹھے نہیں دیکھا۔ خاموشی میں یقیناً دعا کرتی تھیں۔... حضرت بی بی جان کے گھر کا ماحول بہت خوشگوار تھا۔ جب اکٹھے بیٹھتے اور مزاحیہ گفتگو ہوتی تو آپ بہت پُرلطف قہقہہ لگایا کرتیں۔ سب میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ حضرت میاں صاحب بے حد خوش رہتے۔ آپ نہایت ٹھنڈے مزاج تحمل والے اور بردبار تھے۔ مزاحیہ طبیعت پائی۔ عاجزی وانکساری بہت زیادہ تھی۔

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 63-64)

میاں بیوی کی مثالی محبت۔ ایک جان دو قالب کی طرح تھے

محترمہ امۃ القیوم صاحبہ جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

''آپ دونوں میاں بیوی کی محبت مثالی تھی۔ اتنا ایک دوسرے سے پیار تھا۔ ایک جان دو قالب کی طرح تھے۔ ایک کو تکلیف ہوتی تو دوسرے کی حالت دیکھ کر ایسے لگتا کہ یہ بیمار سے زیادہ تکلیف میں ہے۔... ایک دن آپ کو حضرت مرزا عزیز احمد کے ساتھ صحن میں ٹہل کر گفتگو کرتے سنا۔ فرمارہے تھے کہ کئی دنوں سے بلڈ پریشر زیادہ ہے اور چکر آرہے ہیں۔ اسی حال میں آپ دفتر بھی جاتے اور گھر میں حضرت بی بی صاحبہ کا بھی خیال رکھتے اور اپنی صحت کی کوئی فکر نہ کرتے۔''

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 65)

بیمار بیوی کے پاس بیٹھتے، تسلی دیتے اور دعائیں کرتے رہتے

حضرت مرزا مظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

''والدہ کی گزشتہ سات سالہ بیماری کے دوران میں جس میں بعض ایام میں بیماری، شدت اور تکلیف بہت بڑھ جاتی تھی۔ آپ نے جس خوشی اور صبر وتحمل سے ان کی تیمارداری کی وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ باوجود اس کے کہ خود بیمار رہتے تھے لیکن پھر بھی دن اور رات میں متعدد مرتبہ والدہ کے کمرہ میں تشریف لاتے، طبیعت پوچھتے اور ساتھ بیٹھے دعائیں کرتے رہتے۔ میری آنکھوں کے سامنے یہ سب نظارے اب بھی تازہ ہیں۔ بعض مرتبہ خود اتنی تکلیف میں ہوتے تھے کہ مشکل سے چل سکتے تھے لیکن اس حالت میں بھی کراہتے، سوٹی یا دیوار کا سہارا لیتے ہوئے اور کافی دیر پاس بیٹھ کر تسلی دیتے اور دعائیں کرتے رہتے۔ سچ تو یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم بہن بھائی بھی والدہ کی خدمت کرتے رہے (اور اللہ تعالیٰ مزید کی بھی توفیق دے) اور گو ہم جوان تھے، لیکن یہ ساری خدمت اباجان کی خدمت کا پاسنگ بھی نہ تھی اور ہمیں تو کئی مرتبہ اس Contrast کا احساس کرتے ہوئے شرمندہ ہونا پڑتا تھا۔''

(حیاتِ بشیر از عبدالقادر سابق سوداگرمل ایڈیشن اول صفحہ 188-189)

میں نے اتنا خیال رکھنے والا خاوند کم ہی دیکھا ہے

محترمہ صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ بیگم محترم مرزا رشید احمد صاحب فرماتی ہیں:

''امّاں (والدہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب) کی بیماری میں جس محبت سے انہوں نے خدمت کی۔ دنیا میں شاید ہی کوئی کرسکتا ہو۔ چنانچہ آمنہ اہلیہ نیک محمد صاحب پٹھان کا بیان ہے (کیونکہ وہ امّاں کی بیماری میں ساتھ رہی تھیں) کہ ڈاکٹر امیر الدین صاحب جنہوں نے امّاں کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے پر آپریشن کیا تھا، کہتے تھے کہ میری نظروں سے ہزاروں مریض گزرے ہیں۔ امیر بھی اور غریب بھی مگر میں نے اتنا خیال رکھنے والا خاوند کم ہی دیکھا جو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھے۔''

(حیاتِ بشیر از عبدالقادر سابق سوداگرمل ایڈیشن اول صفحہ 189)

اُن کی بے چینی کی وجہ سے مَیں بھی نہ سوسکا

محترم مولوی محمد منور صاحب فاضل مشنری انچارج ٹانگانیکا فرماتے ہیں: ''اگست 1960ء میں جب خاکسار آٹھ سال بعد پھر ربوہ واپس گیا تو... حضرت میاں صاحب کے ہاں بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔... اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں صاحب پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ رنگ زرد، چہرہ سے تکان اور بے چینی عیاں۔ اپنے پاس ہی بستر پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ پھر فرمایا: ''رات اُمِّ مظفر کو چوٹ آجانے کی وجہ سے بے خوابی رہی ہے۔ ان کی بے چینی کی وجہ سے مَیں بھی نہ سوسکا۔ اب ضعف بھی ہے اور گھبراہٹ بھی۔''

(حیاتِ بشیر از عبدالقادر سابق سوداگرمل ایڈیشن اول صفحہ 204)

اچھی بہو

مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

''حضرت امّاں جان سے گہری عقیدت، احترام اور تعلق تھا۔ صبح کے ناشتے اور دوسرے کاموں سے فارغ ہوکر جب اباجان دفتر چلے جاتے اور بچے سکول تو ان کا قریباً روزانہ کا معمول تھا کہ دوپہر کے کھانے تک امّاں جان کی پاکیزہ صحبت میں وقت گزارتیں۔ حضرت امّاں جان فرمایا کرتی تھیں میرے دل میں سرور سلطان (امّاں کا نام) کی بہت قدر ہے۔ یہ میرے بیٹے کا بہت خیال رکھتی ہیں۔''

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 22)

ساس بہو لگتی نہ تھیں

مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ جرمنی تحریر کرتی ہیں:

''حضرت بی بی صاحبہ اُمِّ مظفر حضرت امّاں جان کے رنگ میں رنگین تھیں۔ آپ کی تربیت سے بہت حصہ پایا۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، لباس، وضع قطع حضرت امّاں جان کی اپنائی۔ تنگ پائجامہ اور کرتا ہی ہمیشہ آپ نے پہنا۔ حضرت امّاں جان کی سب بہوئیں یہی لباس زیب تن کرتی تھیں جو ایک مشکل کام تھا۔ لیکن پھر آپ سب نے اس کو اپنالیا۔ آپ حضرت امّاں جان کا بے حد احترام کرتیں۔ ساس بہو لگتی نہ تھیں۔''

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 23)

آئیڈیل ساس بہو ایک دوسرے پر فدا۔ ایک قابلِ تقلید نمونہ

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''بی بی کہتی ہیں کہ شادی کے بعد یہ حال رہا کہ امّاں

نے مجھ سے بے حد پیار اور شفقت کا سلوک کیا اور قادیان کے زمانہ تک یہ حالت رہی کہ جب میرے دو چھوٹے بھائیوں کی شادی ہوئی تو ہمارا کمرہ بھی دلہن کی طرح سجایا جاتا۔...

اس سلسلہ میں ایک اور بات بھی یاد آ گئی۔ امّاں بیمار ہو کر اچانک لاہور آئیں۔ انہیں دنوں دو ایک روز میں میرا ایک سرکاری دورہ پر ہندوستان جانے کا پروگرام تھا۔ دوسرے افسران کی بیگمات کا بھی ساتھ جانے کا بھی پروگرام تھا۔ بی بی کا بھی پروگرام بن گیا لیکن امّاں کی بیماری کی وجہ سے انہوں نے اپنے جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا اور مجھے کہا کہ امّاں کو پتہ نہ چلے کہ میں بھی جا رہی تھی۔ مگر امّاں کا اصرار تھا تم بھی جاؤ سیر ہو جائے گی۔ بی بی کو اچانک سخت نزلہ ہو گیا تو انہوں نے امّاں کو کہا لیں اب تو مجھے زکام اور بخار بھی ہو گیا ہے میں نہیں جاتی۔ امّاں نے چنے کی تھیلیاں بنا کر انہیں گرم کر کے ٹکور کا اہتمام کیا خدا کے فضل سے زکام اور بخار جاتا رہا۔ اب نہ جانے کا ایک ہی بہانہ باقی تھا کہ امّاں کی طبیعت اچھی نہیں۔ لیکن امّاں نے کہا میرے ساتھ میری ملازمہ آئی ہوئی ہے، گھر میں دوسرے ملازم بھی ہیں۔ دو چار روز کی بات ہے یہ میرا خیال رکھ لیں گے تم ضرور جاؤ۔ ایک پیار اور شفقت کا سلوک تھا کہ دوسروں کی خوشی کی خاطر اپنے آرام کا خیال حائل نہ ہونے دیا۔‘‘

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 27-26)

آپ کو کبھی کسی بہو کا شکوہ کرتے نہیں سنا

مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

’’بہوؤں سے بہت عمدہ سلوک تھا آپ ان کا بہت خیال رکھتیں۔ ایک دفعہ حضرت مرزا مظفر احمد اور صاحبزادی بی بی امۃ القیوم صاحبہ آپ کے گھر آئے ہوئے تھے۔ گھر میں بڑی رونق تھی آپ بہت خوش تھیں۔ آپ اپنا کام معمول کے مطابق خود کر لیتیں اور ذرا بُرا محسوس نہ کرتیں نہ بہوؤں پر ڈالتیں۔ حضرت صاحبزادی امۃ العزیز صاحبہ جو آپ کی چھوٹی بہو ہیں اوپر اس گھر کی منزل پر رہتیں وہ کھانے کے وقت تیار ہو کر نیچے آ جاتے۔ کبھی نہیں دیکھا کہ آپ اوپر دیکھنے گئیں ہوں کہ دیکھیں بہو کیا کر رہی ہے۔ کس طرح رہتی ہے۔ کبھی جستجو نہیں کی۔ اس طرح آپ کا بہت عمدہ نمونہ تھا۔ حضرت میاں صاحب بھی بہوؤں کا بہت خیال رکھتے۔ ایک دفعہ بو آصفہ بیگم صاحبہ (بو بے بی) آئی ہوئی تھیں۔ واپس لاہور جانا تھا حضرت میاں صاحب کو مشکل بنی ہوئی تھی بار بار فرماتے جلدی کریں جلدی جائیں شام ہونے والی ہے۔ سخت فکر مند تھے۔ ساتھ تیاری کی نگرانی بھی فرما رہے تھے۔ آپ کو کبھی کسی بہو کا شکوہ کرتے نہیں سنا۔ گھر کے کام کاج خود کر لیتیں کسی کو نہ کہتیں۔ خدا کے فضل سے بہوئیں بھی نیک متقی مخلص ہیں۔‘‘

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 30)

گھروں کو جنت بنانے کا ایک اصول

صاحبزادی آصفہ بیگم صاحبہ (بے بی) جن کا رشتہ آپ کے بیٹے صاحبزادہ مرزا مبشر احمد سے ہوا تحریر کرتی ہیں:

’’ہم رتن باغ لاہور رہتے تھے۔ میرا رشتہ طے ہو چکا تھا، میں کافی نکمی تھی۔ امی جان نے مجھے کوئی کام کہا جو مجھ سے معیار کے مطابق نہ ہوا۔ آپ نے کوئی لحاظ نہ کیا کچھ فاصلے پر حضرت ممانی جان (میری ساس صاحبہ) بیٹھی تھیں ان کو آواز دے کر کہا کہ ’’بھابھی جان مَیں آپ کو ابھی سے بتائے دیتی ہوں کہ میری بیٹی آپ کے بیٹے کا گھر خاک میں اُڑائے گی۔‘‘ انہوں نے بھی سن کر قہقہہ لگایا۔ گویا نہ ماں نے بیٹی کا عیب بتانے میں شرم کی اور نہ ساس نے بُرا منایا۔ یہی اصول تو گھروں کو جنت بنانے کے ہیں۔ آپ لکھتی ہیں میری ممانی جان بذات خود بہت اچھی تھیں۔ انہوں نے میری کسی کوتاہی اور غلطی پر مجھے نہیں ٹوکا۔‘‘

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ سرور سلطان بیگم صاحبہ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ 31-30)

(باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 20

سے ہر طرف ہاتھ بلند تھے اور اہلاً و سہلاً و مرحبا کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایک طرف احباب بڑے پُرجوش انداز میں اپنے آقا کو خوش آمدید کہہ رہے تھے تو دوسری طرف بچے اور بچیاں مختلف گروپس کی صورت میں خیر مقدمی گیت اور دعائیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر فرینکفرٹ، مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب مبلغ فرینکفرٹ، مکرم مبارک جاوید صاحب جنرل سیکرٹری فرینکفرٹ امارت اور مکرم عبدالسمیع صاحب شعبہ جائیداد نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

اپنے پیارے آقا کا استقبال کرنے والے یہ احباب فرینکفرٹ شہر کے مختلف حلقوں کے علاوہ Hanau, Friedberg, Gross Gerau, Offenbach, Dietzenbach, Bad Homburg, Koln, Giebeu, Limburg, Koblenz, Heidelberg, Muhlheim اور Hamburg کے شہروں اور جماعتوں سے آئے تھے۔

اپنے آقا کے استقبال کے لئے یہ لوگ بڑے لمبے سفر طے کر کے آئے تھے۔ کوبلنز (Koblenz) سے آنے والے 130 کلومیٹر، کولون (Koln) سے آنے والے 170 کلومیٹر، Muhlheim سے آنے والے احباب 550 کلومیٹر اور Hamburg سے آنے والے چھ صد کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ ان استقبال کرنے والے احباب مرد و خواتین اور بچے بچیوں کی تعداد دو ہزار چار صد پچاس کے لگ بھگ تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دو رویہ کھڑے اپنے عشّاق کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ دس بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے جرمنی کی مختلف جماعتوں سے جو احباب مرد و خواتین پہنچے تھے ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز مغرب و عشاء ادا کرنے کی سعادت پائی۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد ایسے خوش نصیب احباب اور نوجوانوں کی تھی جو گزشتہ چند ماہ کے دوران پاکستان سے کسی ذریعہ سے یہاں پہنچے تھے اور ان کی زندگی میں اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں یہ پہلی نماز تھی۔ یہ سبھی اس سعادت کے حصول پر بیحد خوش تھے اور ان بابرکت اور مبارک لمحات سے فیضیاب ہو رہے تھے جو ان کی زندگیوں میں پہلی مرتبہ آئے تھے اور ان کو سیراب کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ یہ برکتیں اور سعادتیں ہم سب کے لئے مبارک کرے اور ہماری آئندہ نسلیں اور اولادیں بھی ان انعامات خداوندی سے ہمیشہ فیض پاتی رہیں۔ آمین

....

20 اگست 2017ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح دفتری ڈاک اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 60 فیملیز کے 190 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کرنے کی سعادت پائی۔ ملاقات کرنے والے یہ خاندان جرمنی کی درج ذیل مختلف جماعتوں سے آئے تھے:

Hanau, Wetter, Reichelshiem, Dietzenbach, Limburg, Riedstadt, Friedberg, Mainz, Stuttgart, Waiblingen, Calw, Pforzheim, Pfungstadt, Reinheim, Morfeldon, Rodermark, Ginsheim, Eppelheim,

گراس گیراؤ اور فرینکفرٹ کے مختلف حلقوں سے فیملیز آئی تھیں۔ بعض فیملیز اور احباب بڑے لمبے سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ Pforzheim سے آنے والے 180 کلومیٹر، Koln سے آنے والے 190 کلومیٹر، Stuttgart سے آنے والی فیملیز 215 کلومیٹر اور Waiblingen سے آنے والے احباب اور فیملیز 220 کلومیٹر کا سفر طے کر کے اپنے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

ان سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 60 فیملیز کے 229 افراد نے ملاقات کا شرف پایا۔ سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج شام کے اس سیشن میں ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی مختلف 31 جماعتوں اور شہروں سے آئی تھیں جن میں سے بعض فیملیز اور احباب بڑے لمبے سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ Euskirchen اور Iserlohn سے آنے والے دو صد کلومیٹر، میونسٹر سے 270 کلومیٹر، Bocholt سے آنے والے 300 کلومیٹر، Lorrach سے آنے والی فیملیز ساڑھے تین صد کلومیٹر، Waldshut سے آنے والے 375 کلومیٹر اور برلن سے آنے والے احباب اور فیملیز ساڑھے پانچ صد کلومیٹر کا طویل سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ ان لوگوں نے جو چند گھڑیاں اپنے آقا کے قرب میں گزاریں وہ ان کی ساری زندگی کا سرمایہ اور ان کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے یادگار لمحات تھے۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ دیدار کی پیاس بجھی اور یہ چند مبارک لمحات اُنہیں ہمیشہ کے لئے سیراب کر گئے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب آمین

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں نے آمین کی تقریب میں شامل ہونے کی سعادت پائی:

بچے: حماد چیمہ، یشب احمد، شازل احمد خان، ندیم رحیم احمد، سمیر سلمان احمد، ماہد مبارک احمد، عالیان احمد کاہلوں، یحییٰ محسن رضا، زین احمد کاہلوں، شرجیل احمد شاہ، سرمد مبشر، رانا جاذب احمد، محمد عبداللہ جاوید، زریاب احمد آفتاب۔

بچیاں: مریم باجوہ، فریحہ جاوید، خلود سحر احمد، سبیکہ چیمہ، رابعہ اکبر، عیشہ داؤد، عائشہ نوید، رداالبشریٰ نوید، ماہدہ خالد، فائزہ طاہر، عطیۃ السلام، ماہرہ رضا، تنزیلہ احمد، باسمہ کشف رانجھا، نداءالرحمٰن۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

21 اگست 2017ء بروز سوموار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور اپنے دست مبارک سے ہدایات سے نوازا۔ حضور انور کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

فیملی و انفرادی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں 56 فیملیز کے 146 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج اپنے پیارے آقا سے ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی 35 مختلف جماعتوں اور شہروں سے آئی تھیں۔ جن میں سے بعض فیملیز اور احباب بڑے لمبے سفر طے کرکے ملاقات کے لئے پہنچے تھے۔

کاسل (Kassel) سے آنے والے 190 کلومیٹر، Trier اور Bergisch کی جماعتوں سے آنے والے دوصد کلومیٹر، Aalen سے آنے والے 265 کلومیٹر، اور Freiburg سے آنے والی فیملیز 290 کلومیٹر کا سفر طے کرکے پہنچی تھیں۔ اسی طرح جماعت Bocholt سے آنے والے تین صد کلومیٹر، Herford سے آنے والے 315 کلومیٹر، اوسنابروک سے آنے والے 320 کلومیٹر اور Dresdfen کے علاقہ سے آنے والے احباب اور فیملیز 450 کلومیٹر کا سفر طے کرکے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت کے حصول کے لئے بیت السبوح پہنچی تھیں۔

ان سبھی نے جہاں اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا وہاں ہر ایک ان بابرکت لمحات سے بے انتہا برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی صحتیابی کے لئے دعائیں حاصل کیں۔ مختلف پریشانیوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دُور ہونے کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پاکر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ طلباء اور طالبات نے اپنی تعلیم اور امتحانات میں کامیابی کے حصول کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کی دعاؤں سے حصّہ پایا۔ راحت و سکون اور اطمینان قلب حاصل ہوا۔ فیملیز ملاقاتوں کا یہ پروگرام بارہ بجکر 50 منٹ پر ختم ہوا۔

پاکستان سے جرمنی پہنچنے والے احباب کی خصوصی ملاقات کا پروگرام

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں دوران سال مختلف ذرائع سے پاکستان سے جرمنی پہنچنے والے احباب اور نوجوانوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ ان نوجوانوں کی مجموعی تعداد ساڑھے تین صد کے لگ بھگ تھی۔ آج یہ سب اپنی زندگی میں پہلی بار خلیفۃ المسیح کے دیدار سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ یہ سبھی وہ لوگ تھے جو اپنے ہی ملک میں ظالمانہ قوانین اور اپنے ہی ہم وطنوں کے ظلم و ستم سے ستائے ہوئے تھے اور اپنے گھر بار اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر، دکھوں اور غموں کو اپنے سینوں میں دبائے ہوئے اور اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے، ہجرت کرکے اس ملک میں آبسے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری ہر ایک کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ حضور انور نے ہر ایک سے اس کا حال دریافت فرمایا، حضور انور نے ہر ایک سے اس کا تعارف دریافت فرمایا اور پوچھا کہاں سے آئے ہیں۔ کس جماعت سے تعلق تھا۔ یہاں کیا کرتے ہیں۔ فیملی کے بارہ میں پوچھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت شرف مصافحہ پانے کے بعد اس نوجوان کا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑے لیتے اور اس سے کچھ دیر کے لئے گفتگو فرماتے، اس دوران دوسرا شخص آکر شرف مصافحہ کی سعادت پاتا اور یہ سلسلہ اسی طریق سے آخری شخص تک جاری رہا۔ ہر ایک نے نہ صرف مصافحہ کی سعادت پائی بلکہ اس کا ہاتھ حضور انور کے دست مبارک میں کچھ دیر کے لئے رہا۔ یہ سب لوگ آج کتنے ہی خوش نصیب تھے کہ انہوں نے اپنے پیارے آقا کے قرب میں چند ساعتیں گزاریں۔ ان کے غم کافور ہوئے اور دل تسکین سے بھر گئے اور کبھی نہ ختم ہونے والی دعاؤں کے خزانے لے کر یہاں سے رخصت ہوئے۔ ملاقات کی سعادت پانے کے بعد جب یہ نوجوان مسجد کے ہال سے باہر آتے تو ان کے دلوں کی عجیب کیفیت تھی۔ اکثر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

❁..... ایک نوجوان مسلسل رو رہا تھا۔ کہنے لگا کہ جب سے ہوش سنبھالا ہے ہم نے حضور انور کو ٹی وی پر ہی دیکھا ہے۔ آج اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اپنے سامنے اتنا قریب سے دیکھا ہے۔ یہ چند لمحات میرے لئے ناقابل بیان ہیں۔ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ میں نے حضور انور کو دیکھ لیا اور حضور انور نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا۔ میں مزید کچھ کہنے کی سکت نہیں پاتا۔

❁..... ربوہ سے آنے والا ایک نوجوان مسلسل رو رہا تھا۔ کہنے لگا اِس وقت مجھ سے بات نہیں ہو رہی، میرے دل کی دھڑکن تیز ہے اور جسم کانپ رہا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ حضور انور کو دیکھا ہے۔ میں پھر دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے پھر رونا شروع کر دیا اور مزید بات نہ کرسکا۔

❁..... ایک نوجوان کہنے لگے کہ آج میری زندگی کا سب سے اہم اور مبارک دن ہے۔ آج میری ساری دنیا کے خلیفۃ المسیح سے ملاقات ہوئی ہے۔ یہاں آنے سے قبل یہ حسرت ہی تھی کہ کاش حضور انور سے ملاقات ہو۔ تین ماہ تک مختلف پیدل کٹھن راستوں سے گزرتے ہوئے یہاں پہنچا ہوں اور آج میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہوگئی۔ آج تین ماہ کے سفر کی تکالیف اور سارے غم بھول گئے ہیں۔

❁..... داتا زیدکا سے آنے والے ایک نوجوان کہنے لگے کہ آج میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور کو قریب سے دیکھا ہے اور حضور سے ملا ہوں۔ مجھے ابھی بھی لگ رہا ہے کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ حضور انور نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا۔ میرا ہاتھ چھوڑنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ میرے لئے تو آج کا دن بڑا مبارک اور برکتوں والا ہے۔

❁..... ربوہ سے آنے والے ایک نوجوان کہنے لگے کہ ہم لوگ کتنے خوش قسمت ہیں کہ آج پہلی دفعہ حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی ہے۔ پاکستان میں ہزار ہا لوگ ایسے ہیں جو حضور انور سے ملاقات کے لئے ترستے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی موقع نصیب نہیں ہوتا۔ میں آج کتنا خوش قسمت ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ملاقات کا شرف عطا فرمادیا۔ میں خدا کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔

❁..... ایک نوجوان کہنے لگے کہ میں اپنے جذبات کو بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے یہ سعادت ایسی ملی ہے کہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہے۔

❁..... لاہور کے ایک نوجوان تھے۔ کہنے لگے کہ اس وقت میں اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہوں۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ کہنے لگے اس وقت میں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرسکتا۔ مجھ سے بولا نہیں جاتا۔

❁..... ایک دوست کہنے لگے کہ آج حقیقت میں مجھے نئی زندگی ملی ہے۔ میں پاکستان سے اڑھائی ماہ میں پیدل راستوں سے سفر کرتا ہوا یہاں جرمنی پہنچا ہوں۔ راستہ میں کئی مقامات پر جنگلوں میں مرے ہوئے لوگ دیکھے جو اپنی منزل پر پہنچنے سے قبل ہی سفر کی تکالیف برداشت نہ کرسکے اور اپنی جان گنوا بیٹھے۔ ہم بھی دعا کرتے تھے کہ جرمنی پہنچیں گے تو ہم حضور کو دیکھیں گے، ملاقات نصیب ہوگی۔ ہماری اسی دعا اور خواہش نے ہمیں زندہ یہاں پہنچا دیا اور آج میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے انتہائی قریب سے حضور کا دیدار نصیب ہوا، حضور نے میرا ہاتھ پکڑا، مجھ سے باتیں کیں۔ حقیقتاً آج میں پھر زندہ ہوا ہوں۔

❁..... ایک نوجوان کہنے لگے کہ خوشی کے ساتھ میرا جسم کانپ رہا ہے۔ جب ہم پاکستان میں تھے تو سوچا کرتے تھے کہ کب وہ دن نصیب ہوگا جب ہم حضور سے ملیں گے۔ آج کا دن میرے لئے اور میری فیملی کے لئے یادگار دن ہے۔ آج پاکستان میں میری فیملی بہت خوش ہوگی کہ ہمارے خاندان میں سے کسی ایک فرد کو خلیفۃ المسیح سے ملاقات نصیب ہوئی۔ ملاقات کی یہ برکت میرے سارے خاندان کے لئے ہے۔

❁..... ایک دوست نے کہا کہ پاکستان میں تو ہم حضور کو ٹی وی پر دیکھا کرتے تھے، اب اپنے سامنے انتہائی قریب سے دیکھ کر میرا جسم کانپ رہا ہے۔ آج خدا نے خاص فضل کیا ہے اور مجھے حضور سے ملادیا۔ میں ساری زندگی بھی خدا کا شکر ادا کروں تو اللہ کے فضل کا حق ادا نہیں کرسکتا۔

❁..... کھاریاں سے آنے والے ایک نوجوان کہنے لگے کہ میں بہت خوش قسمت انسان ہوں۔ کاش ایک دفعہ مجھے پھر موقع ملے اور میں حضور انور سے ملوں اور قریب سے دیکھوں۔ پاکستان سے یہاں پہنچنے کے بعد زندگی کی جو سب سے بڑی خواہش تھی وہ پوری ہوگئی، اب میری کوئی خواہش نہیں رہی، مجھے سب کچھ مل گیا۔

❁..... گھسیٹ پورہ سے آنے والے ایک نوجوان کہنے لگے کہ یہاں آنے سے قبل میرے گھر والوں کی یہ خواہش تھی کہ جرمنی میں جب حضور تشریف لائیں تو میں حضور سے ملوں اور گھر والوں کا سلام پہنچاؤں۔ آج میری بھی اور میرے خاندان کی بھی یہ خواہش پوری ہوگئی۔ آج کا دن میرے خاندان والوں کے لئے بھی بہت خوشی کا دن ہے۔

❁..... گوجرانوالہ سے آنے والے ایک نوجوان نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک سرور اور خوشی ہے۔ حضور انور نے ہمیں مسرور کر دیا ہے۔ حضور انور نے ہمیں بہت پیار دیا اور میرا ہاتھ پکڑے رکھا۔ حال دریافت فرمایا۔ حضور انور اتنی شفقت سے پیش آئے کہ میں زندگی بھر اس ملاقات کو بھول نہیں سکتا۔

❁..... ربوہ سے آنے والے ایک نوجوان کہنے لگے کہ بیان سے باہر ہے میں کچھ بتا نہیں سکتا۔ اس بارہ میں کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ہم یہاں جرمنی پہنچیں گے اور حضور انور سے ملاقات ہوگی۔ آج ایک انہونی چیز ہوگئی ہے۔ مجھے اب تک یقین نہیں آرہا کہ میری بھی حضور انور سے ملاقات ہوگئی ہے اور میں حضور انور کی بے شمار شفقتوں کا مورد بنا ہوں۔

❁..... ضلع سیالکوٹ سے آنے والے ایک نوجوان کہنے لگے کہ ملاقات کے بعد دل میں ایک جوش پیدا ہوا ہے۔ میرا دل رو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے خلیفہ سے ملا دیا ہے۔ دو دن میں نے حضور انور کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں اور حضور انور کو دُور سے دیکھتا تھا۔ آج انتہائی قریب سے دیکھا اور باتیں بھی کیں۔ پاکستان میں یہ خواہش تھی کہ کاش ہم بھی حضور انور سے مل سکیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش پوری کر دی۔

❁..... سعد اللہ پورے سے آنے والے ایک نوجوان کہنے لگے کہ میں اپنی خوشی کو بیان نہیں کرسکتا۔ میرا دل سکون سے بھر گیا ہے۔

اکثر نوجوان برملا اس بات کا اظہار کرتے کہ ہم کیا بتائیں۔ اس قدر خوشی ہے کہ ہمارے پاس بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ آج وہ کچھ پالیا جس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

آج ملاقات کرنے والے ان سبھی احباب اور نوجوانوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر 25 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء

آنحضرت ﷺ کی گھریلو زندگی

(منیر احمد حافظ آبادی۔ وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان انڈیا)

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا○ (سورۃ الاحزاب آیت 22:) ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

خاکسار نے ابھی جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فخر موجودات، سرور کونین سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مثالی اسوہ قرار دیا ہے کہ جس پر چل کر انسان اپنے رب کی رضاؤں کا وارث بن سکتا ہے۔ آپ ﷺ کے طرز عمل کو خود خالق کائنات نے مثال قرار دیا جب تک دنیا کا وجود قائم ہے آپ کی سیرت کے مختلف پہلو ستاروں کی طرح جگمگاتے رہیں گے اور راہنمائی کرتے رہیں گے۔

آپ ﷺ کی ہستی وہ ہستی ہے کہ جس کے ہر عمل میں خدا کی صفات کا جلوہ نظر آتا ہے۔ آپ کے ہر عمل کا رخ خدا ہی کی طرف تھا آپ کی محبت، آپ کی ناراضگی، آپ کی عبادات، آپ کی قربانیاں غرض آپؐ کی ہر حرکت کا قبلہ خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی تھی۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل
ہر دم و ہر ذرّہ اش پُر از جمالِ دوستدار

یعنی آپ کے وجود کی ہر تار ہر رگ اپنے محبوب ازلی کا مسکن بن گئی تھی اور آپ کی ہر سانس اور ہر ذرہ اپنے اس حسین دوست کے جمال سے بھرا ہوا تھا۔ پس یہی وہ حسن و جمال ہے جس کا مشاہدہ ہم آپ کی گھریلو روزمرہ زندگی میں بھی کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ جنہوں نے دس سال تک حضرت رسول اللہ ﷺ کے شب و روز کا نہایت قریب سے مطالعہ کیا آپ آنحضرت ﷺ کی گھریلو زندگی کی سب سے بڑی شاہد تھیں، حضرت سعد بن ھشام رضی اللہ عنہ نے جب اُن سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و اطوار کے بارہ میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ یعنی آپ کے اخلاق تو مجسم قرآن کریم تھے۔

قرآن کریم جو کہ اللہ تعالیٰ نے کامل شریعت کے طور پر حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا آپ ﷺ اسکے کامل مصداق ہیں۔ آپ کا اُسوہ حسنہ قرآن مجید کی اعلیٰ و ارفع تعلیم ہے جو کہ آج ہمارے سامنے ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کی گھریلو زندگی کا ایک نمایاں پہلو زہد اور قناعت کا نظر آتا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کا گھر ایک سادہ سا عام گھر تھا جسے علاقے کے دوسرے گھروں کے مقابلہ میں کوئی ممتاز حیثیت حاصل نہیں تھی۔ اس کا کُل مال و متاع نہایت مختصر تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ جب رخصت ہو کر آنحضرت ﷺ کے ہاں آئیں تو وہ گھر ایک چھوٹے سے کمرہ پر مشتمل تھا جو مسجدِ نبویؐ کے گرد مختلف حجروں میں سے ایک تھا۔ اس کی تعمیر کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی گئی تھی۔ اس میں کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک گدیلا تھا جو زمین پر ہی ایک چٹائی کے اوپر بچھایا گیا تھا۔ دروازہ پر ایک اونی پردہ تھا۔ (الطَبقاتُ الکبریٰ لِابنِ سَعد جزء 1 صفحہ 245 ذکر بیوت رسول اللہؐ وحجر ازواجہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

آپ کی یہ سادگی اور قناعت آخر وقت تک قائم رہی۔ اس وقت بھی جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اموال کے ڈھیر لگ رہے تھے، لیکن آپ سارے کا سارا مال تقسیم فرما دیتے اور اپنی ذات کے لئے آرام و آسائش کے کوئی سامان مہیا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ فتوحات کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ’’چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک پر نشانات پڑ جاتے تھے۔ جنہیں دیکھ کر میں نے عرض کی کہ ہماری جان آپؐ پر فدا ہو۔ اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اس چٹائی پر کوئی گدیلا وغیرہ بچھا دیں جو آپؐ کو اس کی سختی سے محفوظ کر دے‘‘۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’مَا اَنَا وَالدُّنْیَا اِنَّمَا اَنَا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا‘‘ (سنن ابنِ ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا حدیث نمبر 4109) کہ مجھے دنیاوی لذتوں سے کیا غرض؟ میں تو ایک مسافر کی طرح ہوں جو کچھ دیر ستانے کے لئے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ خود فرماتے ہیں کہ: "میرے رب نے میرے سامنے یہ اختیار رکھا کہ میرے لئے مکہ کی وادی کو سونے سے بھر دیا جائے۔ میں نے عرض کی: اس کی ضرورت نہیں۔ اے میرے رب! میں تو اس بات پر خوش ہوں کہ ایک دن کچھ کھاؤں تو اگلے دن بھوکا رہوں۔ اس لئے کہ جب بھوکا رہوں تو تیری جناب میں تضرّع کروں اور تیرے ذکر میں مشغول رہوں اور جب سیر ہوں تو تیرے شکر اور تیری حمد سے معمور رہوں۔"
(سنن الترمذی کتاب الزہد۔ باب ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ حدیث نمبر 2347)

بچپن سے ہی آپؐ صبر و شکر کے بلند ترین مقام پر قائم تھے۔ چنانچہ آپؐ کی بچپن کی دایہ اور رضاعی ماں حضرت اُمِ ایمن بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی (نہ بچپن میں اور نہ بڑی عمر میں) بھوک یا پیاس کی شکایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپ کے مکانات اور طرز رہائش کے اس سادہ اور خدا رسیدہ طریق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" جو اخلاق، کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اِعراض عَنِ الدنیا کے متعلق تھے۔ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرت سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہو گئے ہوں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرت پر کھول دیئے۔ سو آنجناب نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی۔ نہ کوئی بارگاہ طیار ہوئی۔ بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی۔ اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی اور وہ جو دلآزار تھے ان کو ان کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا۔ اور کھانے کے لئے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرت نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا۔ اور ہمیشہ فَقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا۔ اور اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا. . غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہیں۔ وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 288 تا 291 حاشیہ)

آپ ﷺ کا لباس بھی عربی طریق کا انتہائی سادہ تھا یعنی ایک تہبند اور اوپر چادر اوڑھ لیتے تھے۔ آپ ٹوپی کا بھی انتظام فرما لیتے تھے اور جمعہ کے روز پگڑی پہن لیتے تھے آپ چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

آپ کی گھریلو زندگی کا ایک اور بنیادی پہلو عبادت الٰہی تھا۔ دن کی سخت ترین مصروفیات کے بعد اپنے اہلخانہ کی دلجوئی اور دلداری کرنے کے بعد آپ کو جو وقت ملتا آپ اسے عبادت الٰہی میں صَرف کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو کر اور سجدہ ریز ہو کر ساری ساری رات تلاوتِ قرآن مجید و دُعاؤں میں گزار دیتے آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ اگر آپ کی آنکھیں سو جاتیں، تو بھی آپ کا دل یاد الٰہی میں ہی محو رہتا اور اپنے محبوب کی یاد میں تڑپتا رہتا تھا۔

جس وقت آپ پر غار حِرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا اس وقت آپ ﷺ گھبرائے ہوئے گھر میں تشریف لائے اور آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ نے فرمایا کہ مجھ پر چادر اُوڑھا دو۔ آپ نے سارا ماجرا جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ گزرا تھا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی کہ آپ گھبرائیں نہیں آپ کو اللہ تعالیٰ ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ رشتہ داروں کے ساتھ صلح رحمی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ صادق القول ہیں۔ لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں۔ گم شدہ اخلاق کو واپس لانے والے ہیں۔ مہمان نواز ہیں اور حق کی راہ میں لوگوں کے مددگار ہیں۔

آنحضور ﷺ پر غار حِرا میں پہلی وحی جو نازل ہوئی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو کہا کہ اقراء یعنی میرے پیچھے پڑھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ۔ اس طرح دو تین مرتبہ آپ کو کہنے پر آپ نے پڑھنا شروع کر دیا اور اس طرح آپ پر رسالت کا آغاز ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا کہ آپ کو آنحضرت ﷺ کی زندگی کا سب سے پیارا واقعہ یاد ہو تو مجھے بتائیں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کی یاد میں رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ آپ ﷺ کی تو ہر بات ہی پیاری تھی۔ ایک دفعہ رات کو آپ ﷺ کی باری میرے پاس تھی۔ جب آپؐ میرے بستر میں آئے تو فرمانے لگے۔ اے عائشہ! اگر تُو مجھے اجازت دے تو میں اپنے رب کی عبادت کرلوں۔ میں نے عرض کی۔ اللہ کی قسم مجھے تو سب سے بڑھ کر آپؐ کا قرب اور آپؐ کی خواہش پیاری ہے۔ میری طرف سے آپؐ کو کوئی روک نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے وضو کیا پھر آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے یہاں تک کہ وہ آپؐ کے سینے تک پہنچ گئے۔ پھر آپؐ نے اپنے دائیں طرف ٹیک لگائی اور دائیں رخسارِ مبارک کو اپنے ہاتھ پر ٹکا لیا اور مسلسل روتے رہے اور آپؐ کے آنسو گر گر کر زمین میں جذب ہو رہے تھے۔ جب نمازِ فجر کی اذان کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو روتا پایا اور عرض کی یا رسول اللہؐ! آپ کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آپ کی ہر اگلی پچھلی کمی سے درگزر فرما دیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا مَیں خدا کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ (روح البیان فی تفسیر القرآن جلد 2 صفحہ 150 سورہ آل عمران زیر آیت الذین یذکرون اللہ قیامًا وقعودًا . . . الخ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

آپ ﷺ نے فرمایا بہت خوش قسمت ہیں وہ میاں بیوی جو ایک دوسرے کو نماز کے لئے بیدار کرتے اور اگر ایک نہ جاگے تو دوسرا اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مار کر جگا دے۔

آپ ﷺ اپنے اہل و عیال کو بھی عبادات الٰہیہ کی طرف متوجہ فرماتے ان کی تربیت کرتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آجاتا تو آنحضرت ﷺ اپنی ساری رات کو زندہ رکھتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بیدار کرتے اور عبادت الٰہی کے لئے بھرپور مجاہدہ کے لئے کمر کس لیتے۔ (صحیح البخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔ باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان حدیث نمبر 2024)

ایک انسان کی گھریلو زندگی میں اُس کی شادی کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ اپنی رفیقۂ حیات کے ساتھ انسان رہتا ہے اور گھر بساتا ہے اسلام نے رہبانیت کی زندگی سے منع کیا ہے یعنی ایسی زندگی گزارنا جیسا کہ لوگ سادھو سنت بن کر دُنیا سے رشتہ توڑ کر جنگلوں میں جا کر زندگی گزارتے ہیں۔ اسلام نے تو اس دُنیا میں رہ کر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمارے سامنے اس دُنیا میں رہ کر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر زندگی گزارنے کا بہترین اُسوہ چھوڑا ہے۔

آپ ﷺ کی پہلی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے 25 سال کی عمر میں ہوئی جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت 40 سال تھی۔ آپ بیوہ تھیں لیکن محض آپ ﷺ نے ایک نیک اور پارسا خاتون کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے شادی کی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مالدار خاتون تھیں۔ مال و زر کے علاوہ آپ کے پاس کافی غلام بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ سے شادی کے بعد آپ ﷺ کی خواہش کے مطابق حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا اور اپنا کافی مال و زر غرباء میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے غلاموں کو آزاد کر کے انسانیت پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ورنہ جس طرح عرب میں

غلاموں کا حال تھا انتہائی دردناک کہ الامان الحفیظ۔

سیدنا حضرت رسول کریم ﷺ نے الٰہی منشاء کے مطابق کئی شادیاں کیں جن کے پیچھے محض اور محض الٰہی حکمتیں پنہاں تھیں۔ نادان لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں خاکسار آپ کے سامنے وقت کی رعایت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی چند شادیوں کا ذکر کرے گا کہ جس سے ان شادیوں کی حکمت ظاہر ہو جاتی ہے۔

عرب معاشرہ اُس وقت مستقل طور پر منافرتوں اور عداوتوں میں بٹا ہوا تھا۔ دشمنیاں مضبوط جڑوں کے ساتھ قبائل و اقوام میں پیوستہ تھیں۔ ان کی بیخ کنی کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان قبائل و اقوام میں شادیوں کا بوجھ آنحضرت ﷺ کے کندھوں پر ڈالا۔ یہ شادیاں بعض قبائل اور قوموں کے سرداروں کی بیٹیوں سے ہوئیں۔ خصوصاً سرداروں کے ہاں رشتۂ مصاہرت قائم کرنا امن و آشتی کے قیام کے لئے بہت ضروری تھا جو باذنِ الٰہی آپؐ نے اختیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً (سورۃ الممتحنہ آیت نمبر 8) کہ قریب ہے کہ اللہ تمہارے اور ان میں سے ان لوگوں کے درمیان جن سے تم باہمی عداوت رکھتے تھے محبت ڈال دے۔ اس آیت کریمہ کا اکثر مؤرخین و مفسّرین نے آنحضرت ﷺ کی شادیوں اور خصوصاً حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوسفیان کے ساتھ شادی پر چسپاں کیا ہے کہ اس شادی کی وجہ سے قریشِ مکہ کے سردار ابوسفیان کے دل میں آپؐ کی عداوت کے جذبات سرد ہوئے۔ اس شادی کے بعد اسلام کے خلاف ابوسفیان کسی میدان میں مقابلہ کے لئے نہیں نکلا۔

اسی طرح حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حارث بن ابی ضرار جو بنو مُصطَلِق قبیلہ کے سردار تھے۔ اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے۔ یہ قبیلہ، فحاشی، لوٹ مار، ڈاکہ اور رہزنی میں ایک نام رکھتا تھا۔ جب غزوہ بنی مُصطَلَق ہوا تو اس کے نتیجہ میں بہت سے افراد قیدی ہو کر مدینہ آئے جن میں سردارِ قبیلہ یعنی حارث بن ابی ضرار کی بیٹی برّہ (حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی تھیں جن سے آنحضرت ﷺ نے شادی کی تھی۔ سردار قبیلہ حارث بن ضرار نے جب یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے بنو مُصطَلَق کی رئیس زادی کو شرفِ ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس بات کو خلافِ شانِ سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کے سسرالی قبیلہ کو اپنی قید میں رکھیں۔ چنانچہ اس طرح ایک سو گھرانے یعنی سینکڑوں قیدی بلا فدیہ یک لخت آزاد کر دیئے گئے۔

اسی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سردارِ یہود حُیی بن اخطب کی بیٹی جو سردار کِنانہ بن ربیع کی بیوی تھیں۔ یہ دونوں سردار یکے بعد دیگرے اسلام کو مٹانے کے لئے انگاروں پر لوٹتے تھے اور اسلام کے خلاف ہر ایک سازش و کوشش میں قائدانہ کردار ادا کرتے تھے۔ غزوۂ خیبر کے بعد جب آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی تو اس کے بعد خیبر کے یہود میں سے کسی نے بھی اسلام کے خلاف کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت ﷺ کی کثرت ازدواج الٰہی حکمت سے پُر تھیں نہ کہ نعوذ باللہ کسی شہوانی خواہشات کی بناء پر تھیں۔

عائلی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں کو تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے: عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ النساء آیت 20:) کہ اے مسلمان مردو! تم اپنے گھروں کو جنت کا گہوارہ بنانا چاہتے ہو تو اس اصول پر مضبوطی سے کاربند ہو جاؤ کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ آنحضرت ﷺ اس تعلیم کے سب سے کامل اور اکمل نمونہ تھے۔

آپ ﷺ کا آپ کی ازواج مطہرات سے یکساں سلوک تھا۔ آپ انتہائی نرم زبان سے پیش آتے تھے اور اپنی بیویوں کے نان و نفقہ کا پورا خیال فرماتے تھے اور ان کے درمیان باری کا پورا انصاف فرماتے تھے۔ بیمار ہونے پر ان کی تیمارداری فرماتے گھر میں جو کچھ کھانا پکتا آپ ﷺ اسے خوشی سے تناول فرما لیتے کوئی کھانا اگر آپ کو پسند نہیں آتا تو خاموشی اختیار فرماتے۔ آپ صبر و قناعت سے وقت گزارتے اور اپنی ازواج مطہرات سے بھی اس پر عمل کرواتے آپ کو کوئی کھجور کی معمولی سی بھی دعوت دیتا تو آپ اسے بخوشی قبول فرما لیتے۔ ازواج مطہرات سے مروی ہے کہ آپ کے چہرے پر ہمیشہ تبسم چھلکتا تھا۔ تصنع و تکبر نام کی کوئی چیز آپ میں نہیں تھی۔ آپ نے اگر سفر پر جانا ہوتا تو قرعہ اندازی کے ذریعہ آپ کی جس بیوی کا نام آتا آپ اسے ساتھ لے جاتے۔ آپ کی ازواج مطہرات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ اکثر یہ دُعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے ہمیشہ مِسکینی کی حالت میں رکھنا اور اسی حالت میں مجھے اس دُنیا سے اُٹھانا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي کہ اے مسلمانو! خدا کی نظر میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور میں اپنی بیویوں سے حسن سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہوں۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو اس کی ایسی بہترین تعلیم دی کہ آپ کے دور کا معاشرہ جنت نظیر بن گیا تھا۔

حسن معاشرت کے بارہ میں رسول پاک ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تاکیدی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

”خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بناء پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکمِ الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات ہے۔“ (ملفوظات جلد ششم صفحہ 351)

اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

”آپس میں صلح و صفائی کی فضاء پیدا کرنی چاہئے میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دہ صورت اختیار کر لیتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی دُنیا میں موجود ہیں جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر۔“

(خطبات مسرور جلد دوئم صفحہ 450)

آنحضور ﷺ نے والدین سے حسن سلوک کی تعلیم بھی دی ہے۔ آپ ﷺ نے ماں باپ کی عظمت کو قائم فرمایا۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے والدین میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس شخص نے پھر پوچھا۔ آپ نے پھر فرمایا تیری ماں۔ اس کے بعد اس نے پھر پوچھا۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ تیری ماں۔ اور پھر چوتھی مرتبہ اس شخص کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ۔

شادی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انسان کو اولاد سے بھی نوازتا ہے جو کہ معاشرے کا اہم حصہ ہوتی ہے گھریلو زندگی میں اولاد کی صحیح تربیت بہت ضروری ہے۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تربیت اولاد کے لئے بہترین اسوہ چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ کی حدیث ہے اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ (سنن ابن ماجہ) کہ اپنے بچوں سے عزت سے پیش آیا کرو اور انکی اچھی تربیت کیا کرو۔

آپ ﷺ نے بچوں کی تربیت کے لئے دُعائیں سکھائیں، کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہا جائے۔ ایک دوسرے کو سلام میں پہل کی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے بچوں کو ان کے مُنہ پر مارنے سے منع فرمایا۔ چھینک آنے پر الحمد للہ اور سُننے والے کو يَرْحَمُكُمُ اللّٰه کہنے کا ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا حلال اور طیّب رزق گھر میں استعمال کرنے سے اللہ تعالیٰ بچوں کو بہت ساری برکات سے نوازتا ہے اور بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے 7 سال کی عمر ہونے پر بچوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دینے کا حکم فرمایا اور 10 سال کی عمر میں نماز کے لئے نہ جانے پر سرزنش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ بچوں سے انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے آپ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی اُمامہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے محبت سے انکا ہاتھ تھام لیتے اور بوسہ دیتے اور اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔

آپ یتیموں مِسکینوں کا بے حد خیال فرماتے تھے یتیم کی پرورش کے متعلق آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کی شہادت والی انگلی اور ساتھ والی انگلی کا اشارہ دے کر فرمایا کہ جس طرح یہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اسی طرح میرے ساتھ ہوگا۔ اسی طرح بیٹیوں کی عظمت و عصمت کو قائم فرمایا۔ اس زمانہ میں بیٹیوں کا پیدا ہونا داغ سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ آپؐ نے بچیوں کی پرورش کے متعلق فرمایا جن کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی صحیح پرورش کرے تو وہ جنت کا وارث بنے گا۔ صحابہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ جس کی دو بیٹیاں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بھی۔ اس کے بعد صحابہ نے ایک بیٹی کے متعلق بھی آپؐ سے پوچھا تو آپ نے یہی فرمایا کہ بیٹیوں کی اچھی پرورش کرنے والے کو خدا تعالیٰ جنت میں جگہ دے گا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 110-109)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہماری آئندہ نسل کی تربیت کے لئے جس طرح کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ mta پر اولاد کی تربیت کے لئے بہترین پروگرام جاری فرمائے گئے ہیں جن میں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنا بیش قیمت وقت عطا فرما کر خود شامل ہوتے ہیں اور جن ممالک کے دورے پر بھی آپ تشریف لے جاتے ہیں وہاں بطور خاص آپ بچوں کی تربیت کے لئے بچوں کے پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں ان کے بارہ میں قرآن اور حدیث کی تعلیم کا جائزہ فرماتے ہیں۔ ہمیں mta کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہئے ورنہ آجکل کی دُنیا جو بھیانک عدم تربیت کی طرف گامزن ہے اس سے سوائے ہلاکت کے کچھ نہیں حاصل ہوگا۔ ہمیں اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے۔

آنحضرت ﷺ کا وجود ہر ایک کے لئے مثالی وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ القلم میں آپ کے بارہ میں فرماتا ہے کہ: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے گھر کے دروازے کے باہر قیام فرماتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ارد گرد ایسے لوگ رہتے تھے جن کی کھانے پینے کی حاجتیں آپ پوری فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس مہمان کثرت سے آتے تھے آنحضرت ﷺ کا طرز زندگی سراپا رحمت تھا جس کا جلوہ ہر ضرورت مند پر ظاہر ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوب دیتا تھا اور آپ اسے خوب تقسیم فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی ذات کو عسر میں ڈال کر مخلوق خدا کو یُسر عطا کیا۔ آپ ﷺ بیماروں کی عیادت کے لئے جاتے اور جنازہ میں بھی شرکت فرماتے۔ اور اپنے خادموں سے عفو اور درگزر کا سلوک فرماتے تھے (صحیح بخاری)

حضرت رسول کریم ﷺ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (سورۃ الانبیاء) اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

آپ ﷺ کی گھریلو زندگی نہایت شاندار خدا تعالیٰ کی رضا پر چلنے والی مقبول زندگی تھی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس اگر اپنی زندگیوں کو ہم پرسکون بنانا چاہتے ہیں اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں انہی اخلاق کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر معاملے میں ہمارے سامنے پیش فرمائے اور پھر اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے غلام صادق نے ان کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا اور اس پر عمل کی طرف توجہ دِلائی۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 19 مئی 2017)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا ہے کہ:۔

مقدس حیات اور مطہر مذاق
اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوار جہانگیر یکراں براق
کہ بگذشت از قصر نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیك الصلوٰة علیك السلام

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بہترین اُسوہ پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی طرح آپ کے غلام صادق سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی ہدایات و تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قبولِ احمدیت کے بعد
پاک تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات

(منصور احمد زاہد۔ مبلغ ساؤتھ افریقہ)

'چوروں قُطب بنایاای' یہ ہماری زبان میں عام محاورہ ہے۔ مُراد یہ ہے کہ بعض لوگ چور، اُچکّے اورڈاکووغیرہ کسی نیک ولی اللہ کے ہاتھ پر توبہ کرکے روحانیت میں اس قدرترقی کرجاتے ہیں کہ روحانی دنیا میں قطب کہلاتے ہیں۔ بچپن میں ہم نے حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کاواقعہ سناتھا کہ ان کی وجہ سے ڈاکوؤں کاسردار تائب ہواتھا۔ یہ آنحضور ﷺ ہی کا فیض تھاجو کہ امّت میں جاری رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی آپ ﷺ کی نیابت میں امام الزمان ہونے کے ناطے اس میں سے وافر حصہ ملااور آپ کے ہاتھ پراور بعدمیں آپ کے خلفاء کے ہاتھ پر بھی بیعت توبہ کرنے والوں نے اپنے اندر عظیم تبدیلیاں کیں۔

حضرت فضل دین صاحبؓ

درج ذیل واقعہ حضرت فضل دین صاحبؓ کا ہے جوخاکسار نے اپنی پہلی تقرری بطورمربی سلسلہ علی پورچٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے قیام کے دوران کوٹ ہرا کی جماعت کے احباب سے سنا۔ خاکسار 1989ء تا1992ء وہاں مقیم رہا۔ کوٹ ہراعلی پورچٹھہ سے ہیڈ قادرآبادکی سڑک پر واقع ایک چھوٹاسا گاؤں ہے۔ اُس زمانہ میں چند احمدی گھروہاں آبادتھے۔ بابا فضل دین صاحب کے بارہ میں بتایا گیا کہ آپ قدآور مضبوط نوجوان تھے اور پیشہ وَر چور تھے۔ اُس زمانہ میں اس گاؤں میں ایک احمدی بطوراستاد رہ رہے تھے اوران کے ہاں قادیان سے جماعتی اخبارآیا کرتی تھی اورفضل دین صاحب کبھی کبھار ان کے پاس جابیٹھتے تھے اورماسٹر صاحب انہیں اخبار سنایا کرتے تھے جس کاان پراثر ہوااورانہوں نے اپنے بڑے بھائی سے اس کا ذکر کیااورخواہش کی کہ قادیان جاکرحضرت صاحب کوخود دیکھیں اوران کے دعویٰ کی سچائی معلوم کریں۔ چنانچہ بھائی نے آمادگی ظاہر کی اور انہوں نے تیاری شروع کردی۔ بعدمیں بڑے بھائی نے عذرکردیامگرانہیں کہا کہ جاکرجائزہ لے کرآؤ تاہم بیعت نہ کرنا۔ چنانچہ یہ اکیلے قادیان چلے گئے۔ اورحضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی۔ پھر توفضل دین سے رہانہ گیا۔ہر چند کہ بڑے بھائی نے منع کیاتھا پھربھی آپ نے بیعت کرلی اور کچھ عرصہ کے بعد واپس لوٹے۔آپ کی بیعت پربھائی سخت ناراض ہوااوراسے تازندگی بیعت کی توفیق نہ ملی۔

بیعت کے بعدآپ کے اندرعظیم انقلابی تبدیلی آئی اوران علاقوں میں جہاں جہاں چوری کی تھی جاکرلوگوں سے معافی مانگی اورجوحسب توفیق تھا ان لوگوں کوپیش کیا کہ وہ بطورنقصان کے معاوضہ کے قبول کرلیں جس کا مِلاجُلا ردّعمل ہوا۔ کئی لوگوں نے کہا کہ ہم توبھول گئے ہیں۔ہم نے معاف کیا۔ کئی لوگوں نے بُرابھلا کہااورجو انہوں نے دیاوہ لے لیا۔اس طرح انہوں نے کوشش کی کہ توبۃ النصوح کریں۔ ان کے احمدی ہونے کے بعداردگرد کے علاقہ میں چرچا ہوااوربحث ومباحثہ شروع ہوگیااورپھر قریبی گاؤں مدرسہ چٹھہ میں مشہور مناظرہ بھی ہوااوراس طرح احمدیت پھیلنا شروع ہوئی۔ بعدمیں آپ نے قادیان ہجرت کرلی تھی اوروصیت کے نظام میں بھی شامل ہوئے۔ آپ کی تدفین بھی بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ خاکسار 1992ء میں قادیان جلسہ سالانہ کے موقع پرگیاتھااورآپ کے کوائف وغیرہ دفتر سے معلوم کرکے قبر پر گیااوران کی بلندی درجات کے لئے دعا کاموقع ملا۔

....

گھانا کے چندواقعات

گھانا میں قیام کے دوران مختلف علاقوں میں جماعت میں شامل ہونے والے احمدیوں سے بھی ان کے واقعات سننے کاموقع ملاجن سے پتہ چلا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسیہ نے دوردراز کے علاقوں میں بھی اسی طرح کام کیاجس طرح پنجاب اور ہندوستان وغیرہ میں۔ اس سلسلہ میں چندواقعات پیش خدمت ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ احمدی ہونے کے بعدلوگوں میں کیسے تبدیلی آئی ہے۔

افرام پلین (Afram Plains) سرکٹ جوکہ ایسٹرن ریجن گھانا میں ہے وہاں اپنی تقرری کے دوران دورہ پرگیاتو ایک جماعت کے صدرصاحب سے ان کے احمدی ہونے کی داستان سنی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پیشہ کے لحاظ سے درزی ہیں اوران کی اپنی دکان ہے۔ احمدی ہونے سےقبل وہ خوب شراب پیتے تھے اورآئے دن شراب پی کرگھرسوئے رہتے تھے۔ جوکوئی سلائی کے لئے کام دیتا اس سے پیشگی لے کرشراب پی لیتے۔ سستی کی وجہ سے کبھی کسی کا کام کردیا، کبھی کسی کانہ کیا۔لوگ تنگ آکرکپڑاواپس لے جاتے اوربات ہاتھاپائی اورگالی گلوچ پرختم ہوتی۔ ایک دن انہوں نے گاؤں میں کچھ احمدی لوگوں کوبڑے سلیقے سے بلب کی روشنی میں بنچ وغیرہ رکھ کرسپیکر پرتبلیغ کرتے ہوئے سنا۔ چنانچہ وہ بھی قریب چلے گئےاورسنتے رہے اوران کے دل کووہ باتیں اچھی معلوم ہوئیں۔ اگلے دن وہ پھر تبلیغ سننے چلے گئے اورانہوں نے کہا کہ مَیں نے بیعت کرنی ہے۔ چونکہ موصوف ابھی نشہ میں ہی تھے جس کی وجہ سے داعیان الی اللہ بھی بیعت لینے میں متذبذب ہوئے۔ ایک داعی الی اللہ نے کہا کہ وہ توبہ ہی تو کرنا چاہتا تھااوراس کی خواہش بھی ہے کہ وہ اس زندگی کوچھوڑ کراچھی زندگی گزارے تو پھر ہمیں کیوں روک ہے، ہمیں بیعت لینی چاہیے۔ خیر موصوف نے بیعت کرلی۔ داعیان الی اللہ نے انہیں بتایا کہ ہم فلاں گھرمیں ٹھہرے ہوئے ہیں اوراس کے ساتھ مسجد ہے وہاں کل آجانا تونماز وغیرہ سکھائیں گے۔ اگلے دن موصوف نماز کے لئے مسجد گئے مگرنشہ میں تھے۔ مسجد کے دروازہ پرپہنچ کرکھڑے ہوگئے اورسوچنے لگے کہ کیاوہ اس حالت میں مسجد جائے یانہ جائے۔ خیرفیصلہ یہ ہوا کہ ابھی واپس چلتاہوں تاہم کل آؤں گا۔ چنانچہ وہ دن آخری تھا پھراس کے بعدانہوں نے نشہ کوقریب نہیں آنے دیااوران کی زندگی کی کایاپلٹ گئی اور باقاعدہ دکان شروع کردی جس پر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل فرمائے اورکام اتنا آیا کہ اکیلے بندے سے کرناممکن نہ تھاجس پرانہوں نے دوشاگردرکھ لئے جوان کے ساتھ کام کرنے لگے۔ خاکساران کے گھر میں گیااوران کی اہلیہ سے اس واقعہ کاذکر کیا۔انہوں نے کہا کہ یہ بالکل درست ہے۔ جب سے یہ احمدی ہوئے ہیں ان کی حالت تبدیل ہوگئی ہے اورمیں اس وقت سے بہت خوش ہوں۔اس سے قبل گھرمیں ہروقت مسائل تھے مگراب اللہ کاشکر ہے۔

واضح رہے کہ یہ علاقہ دوردراز ہے۔ یہاں جانے کے لئے دریا کو بڑی کشتی یعنی فیری سے عبور کرنا پڑتا ہے۔مگر روحانی دنیامیں فاصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کی قوت قدسیہ دورونزدیک برابر ہوتی ہے۔

....

اسی ایسٹرن ریجن کے KIBI سرکٹ میں اکرافُوفُو ٹاؤن ہے۔ کسی زمانہ میں داعیان الی اللہ نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے دَورمیں یہاں تبلیغ کی اور جماعت بن گئی۔ تبلیغ کے دوران وہاں ایک شخص نے بیعت کرنے کااظہار کیاجب کہ وہ شراب کے نشہ میں دھت تھا۔ ان دنوں وہاں تین چاردن سے تبلیغ ہورہی تھی اورلوگ شامل بھی ہورہے تھے اور A.K NOAH نامی یہ شخص روزانہ نشہ کی حالت میں آتا اورتبلیغ سنتا۔مگراس کا بیعت کرنا تھا کہ اس کی کایاہی پلٹ گئی اوراس نے شراب ترک کردی۔ اپنی زمین پربھی جانا شروع کردیا۔ پھرانہوں نے اذان دینا سیکھی اورباقاعدہ مسجدمیں آکراذان دینے لگے۔ چیف نے جو زمین مسجد کے لئے دی تھی اس پرناجائزقبضہ کی کوشش پرA.K NOAH صاحب نے نہ صرف اُن لوگوں کو روکا بلکہ سرکٹ ہیڈ کوارٹر میں اطلاع دی جس کی وجہ سے پولیس اورکورٹ کی مدد سے انہیں روکا گیا۔ وہ شخص جوگاؤں میں نشے کی حالت میں ہرروز دُھت پڑا رہتا تھااس کے اندر ایسی پاک تبدیلی آئی اور وہ جماعت کے لئے مؤثرمددگار بن گیا۔

....

Afram Plains سرکٹ کے ٹاؤن Tease میں ایک شخص نے خاکسار کے وہاں دورہ کے دوران مقامی سرکٹ مشنری کے ذریعہ رابطہ کیا کہ اس کی نوزائیدہ بچی بیمار ہے۔ کئی چرچوں وغیرہ میں لے کرگیاہےمگراسے کوئی فرق نہیں ہے۔ساری رات روتی رہتی ہے۔ نہ سوتی ہے، نہ سونے دیتی ہے لہٰذا آپ میرے گھرآئیں اوربچی کے لئے دعاکریں۔ اگرمیری بچی ٹھیک ہوگئی تو میں احمدی ہوجاؤں گا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ہمارا کام تواللہ تعالیٰ کےحضور فریاد کرنا ہے۔قبول کرنااس کی مرضی ہے۔تاہم اگرآپ کی بچی صحت یاب ہوگئی توآپ کی مرضی ہے بڑی خوشی سے جماعت میں شامل ہوجائیں۔ چنانچہ اس کے گھرجاکر بچی کی صحت یابی کے لئے دعا کی۔ اگلے روزفجر کی نماز کے بعد خاکسارسرکٹ مشنری کے ہمراہ ان کے گھرگیاتو میاں بیوی دونوں کو خوشی سے مسکراتے ہوئے پایا۔خاکسار نے وجہ دریافت کی توانہوں نے بتایا کہ آج پہلی رات ہے کہ بچی سکون سےسوئی ہےجس پرہم سب نے اللہ تعالیٰ کاشکرادا کیا۔ یہ موصوف بھی شراب کے عادی تھے۔گھرمیں سؤر پال رکھے تھے۔ بیعت کرنے کے بعدشراب ترک کی۔ سؤر بیچ کربھیڑیں خرید لیں اورنماز فجر پرسب سے پہلے آنے لگے۔اس سے پہلے یہ رومن کیتھولک تھے۔انہیں اسلامی نام عبدالغفوردیا گیا۔بعدمیں اہلیہ نے بھی بیعت کرلی۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسیہ سے کماحقّہٗ فیض یاب ہونے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

بقیہ: جلسہ سالانہ فرنچ گیانا ازصفحہ 16

8۔ جلسہ سالانہ کے حوالے سے انفرادی تبلیغی رابطے کرکے احمدیت کے پیغام کاخصوصی پرچار کیا گیا۔ اللہ نے ہماری ادنیٰ اورحقیر کوششوں کوقبول فرماتے ہوئے سات افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمدللہ علی ذالك

9۔ ہمارےجلسہ سالانہ اور بین المذاہب کانفرنس کے بارہ میں خبرملک کے واحداخبار France Guyane میں شائع ہوئی۔

فرنچ گیانایونیورسٹی میں بین المذاہب کانفرنس

16 مئی 2017ء کوپہلی مرتبہ ہماری جماعت کوبین المذاہب کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔جماعت کے نمائندگان کے علاوہ کیتھولک چرچ کے ہیڈ بشپ Mr Emmud Lafont اور پروٹسٹنٹ چرچ کے پادری Mr Dominique Callaawr صاحب اور بعض لوکل قبائل کی اہم شخصیت Mr. Captain Appoyou نےکانفرنس میں شرکت کرکےانبیاء اورمذہبی راہنماؤں کی زندگی پرروشنی ڈالی۔ اس موقع پرجماعت کےنمائندہ مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب نے سیرت آنحضرت ﷺ کے اہم موضوع پرحاضرین سےخطاب کیا۔آخرمیں مقررین نےحاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔کانفرنس کے اختتام پرحاضرین کی بسکٹس اورمشروبات سےتواضع کی گئی اور اسلام احمدیت اورقرآن مجید فرانسیسی ترجمہ اورفولڈرز کاتحفہ پیش کیا گیا۔اس کانفرنس کی صدارت خاکسارنے کی اور ماڈریٹر کے فرائض Mr J.Berthole نےسرانجام دیئے۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ رب العزت ہمارے جلسہ اوربین المذاہب کانفرنس کے بہترین نتائج پیدافرماوے۔آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جنوبی امریکہ کے ملک فرنچ گیانا میں جماعت احمدیہ کے دوسرے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

شاملین جلسہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام

نماز تہجد اور درس القرآن کا اہتمام۔ متفرق موضوعات پر علمی و تربیتی تقاریر۔ 7 افراد کی احمدیت میں شمولیت۔ بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد اور حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ پر تقاریر

(رپورٹ: صدیق احمد منور۔ مشنری انچارج فرنچ گیانا)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور منظوری سے امسال کا جلسہ تین روزہ پروگرام پر مشتمل تھا یعنی 12 تا 14 مئی 2017 کی تاریخیں مقرر تھیں۔ مجلس عاملہ نے متعدد ہفتے قبل جلسہ کے مختلف شعبوں کا جائزہ لے کر جلسہ سالانہ کمیٹی تشکیل دی۔

جلسہ کی تیاری کے حوالے سے خدام اور رضا کاروں نے رات دن ایک کر کے مشن ہاؤس، بیرونی دیوار اور گراسی پلاٹ کو صاف کیا۔ عمارت نئے رنگ و روغن کے باعث دیدہ زیب بن گئی۔ چونکہ پہلی مرتبہ ہمارا جلسہ مکمل طور پر احمدیہ مرکز میں منعقد ہو رہا تھا اس لئے عقبی حصہ کو ایک ہال کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔ لکڑی سے کیا جانے والا یہ کام اگر کسی کمپنی سے کروایا جاتا تو بہت مہنگا پڑتا مگر ہمارے نوجوانوں نے بہت کم قیمت پر برآمدہ نما خالی جگہ کو ایک پُرکشش ہال میں تبدیل کر دیا۔

پرچم کشائی کی تقریب اور جلسے کا پہلا روز

پروگرام کے مطابق 12 مئی 2017ء بروز جمعہ بوقت پونے دو بجے بعد دوپہر احمدیہ مرکز کے مشرقی صحن میں پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ کا پرچم اور مکرم اسماعیل Didier Braunt صاحب نے فرانس کا جھنڈا لہرایا اور دعا کروائی۔ دو بجے بعد دوپہر خاکسار نے نماز جمعہ پڑھایا اور خطبہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 مئی 2017ء (جو اس روز MTA کے ذریعہ لائیو سنا تھا) کا تفصیلی خلاصہ فرانسیسی زبان میں پیش کیا۔

فرنچ گیانا لجنہ اماء اللہ کا اجلاس

جلسہ کے پہلے روز کے پروگرام میں لجنہ کا اجلاس بھی شامل تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال ازراہ شفقت ذیلی تنظیم لجنہ اماء اللہ کے قیام کی منظوری عطا فرمائی تھی۔ اس تاریخی اجلاس میں صدر صاحبہ لجنہ نے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات بابت قیام و مقاصد لجنہ اماء اللہ پڑھ کر سنائے۔ اس کے علاوہ دو ممبرات لجنہ نے سیرت النبی ﷺ کے مبارک موضوع پر روشنی ڈالی۔ اجلاس کے آخر میں بعض خواتین کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

خدام الاحمدیہ کے ساتھ مجلس سوال و جواب

مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد ایک محدود وقت کے لئے خدام کا پروگرام تھا۔ خاکسار اور مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب نے حاضرین کے جوابات دیئے۔ ازاں بعد احباب نے شام کا کھانا تناول کیا۔ عورتوں اور مردوں کے کھانے تیار کرنے کی اہم ڈیوٹی رضا کاروں نے ادا کی۔ کھانے کی تقسیم کا کام بھی نہایت نظم و ضبط کے ساتھ سرانجام پایا۔ کھانے کے بعد احباب اپنے گھروں کو چلے گئے جن کو ٹرانسپورٹ کی ضرورت تھی انہیں یہ سروس فراہم کی اور وہ احباب جو دوسرے شہروں سے آئے تھے ان میں سے بعض کو احمدیہ مرکز میں ٹھہرایا گیا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی

دوسرا اجلاس 13 مئی 2017ء بروز ہفتہ بوقت 5 بجے شام راقم الحروف کی زیر صدارت ہوا۔ ملک شام کے ایک عرب دوست مکرم محمد الحطیب صاحب نے نہایت خوبصورت آواز میں تلاوت قرآن کریم کی۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

اجلاس کے آغاز میں خاکسار نے سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مرسلہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ یہ مبارک پیغام انگریزی زبان میں تھا۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ جماعت کے سامنے پیش کیا۔ حضور انور نے اپنے روح پرور پیغام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک کلمات کے ذریعہ جلسہ کی اہمیت بیان فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کے مطابق انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ پنجوقتہ نماز بروقت ادا کرنے کی کوشش کریں۔ نظام خلافت کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہیں۔ آج دنیا میں اسلام کا غلبہ قائم کرنے کے لئے اللہ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے اللہ نے خلافت کو قائم فرمایا ہے۔ احباب کو MTA سے استفادہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ جماعتی چینل خلیفہ وقت کی آواز کو ہر احمدی تک پہنچاتا ہے۔ آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم کے مطابق وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ احمدیوں کو چاہئے کہ تقویٰ اور نیکی میں دوسروں کے لئے نمونہ پیش کریں۔

ازاں بعد مکرم احمد LUDAVIC صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' ترنّم کے ساتھ پیش کیا۔ نظم کے بعد جماعت احمدیہ گوادلوپ کے مشنری و صدر مکرم لقمان احمد باجوہ صاحب نے حاضرین سے ''سیرت حضرت رسول اکرم ﷺ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ آنمکرم نے آپ ﷺ کی پیدائش، بچپن اور جوانی اور پھر شادی کے حالات سنائے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کی ازدواجی زندگی ایک مثالی زندگی تھی۔ نبوت کے دعوی کے ساتھ آپ کو شدید مخالفت اور اذیت ناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو مجبوری میں دفاعی جنگیں بھی لڑنا پڑیں۔ آپ نے دشمنوں کے ساتھ نہایت اعلیٰ سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ بنی نوع کے لئے شریعت قرآن مجید کی شکل میں نازل فرمائی۔ رسول کریم ﷺ قرآن کی عملی تفسیر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے آپ نے ساری دنیا کے لئے بہترین نمونہ چھوڑا۔

اجلاس کے اختتام سے قبل خاکسار نے احمدی نوجوانوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ قرآن مجید میں احمدی نوجوانوں کا لائحہ عمل فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ہے۔ ہر نیکی کے کام میں جماعت کے نوجوان ہمہ تن شرکت کریں۔ ان میں نمازوں کا قیام سرفہرست ہے اور بنی نوع انسانوں کی خدمت احمدی نوجوان کا شیوہ ہے۔ احمدی نوجوانوں نے صحابہ کی طرح اپنے نیک نمونہ کے ذریعہ اسلام کا دفاع کرنا ہے۔ اسلام کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈہ کا ہم نے اپنے عمل سے جواب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ اس کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری اجلاس

پروگرام کے مطابق ہمارے جلسہ کا اختتامی اجلاس 14 مئی 2017ء کو صبح دس بجے احمدیہ مرکز میں منعقد ہوا۔ جماعت کے نیشنل صدر مکرم اسماعیل DIDIER BRUANT صاحب نے صدارت کے فرائض ادا کئے۔ مکرم ابوبکر عبدالعزیز صاحب کی تلاوت قرآن کے بعد صاحبِ صدر نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا فرانسیسی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

ازاں بعد مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے'' سنایا۔

خدا کے فرستادہ کے انتہائی متاثر کن کلام اور نظم خوان کی میٹھی اور خوبصورت آواز نے سب حاضرین کو مسحور کر دیا۔

پروگرام کے مطابق پہلی تقریر مکرم محمد بشارت صاحب مبلغ سلسلہ کی تھی۔ آپ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کتاب میں بیان کردہ پہلے سوال کا جواب حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ پہلا سوال یہ تھا کہ انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتیں بیان کی جائیں۔

مکرم محمد بشارت صاحب مبلغ سلسلہ کی تقریر کے بعد کیتھولک چرچ کی مشہور شخصیت مکرم Jacque Berthle صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ موصوف عربوں کے لباس میں ملبوس تھے اور سرخ ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے انہوں نے بلند آواز میں سب احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ انہوں نے فرانسیسی زبان میں کہا کہ میں جماعت احمدیہ فرنچ گیانا کو دوسری سالانہ کانفرنس کے انعقاد پر مبارک پیش کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ اپنے عمل سے اسلام کی حسین تعلیم پیش کر رہی ہے۔ اس میں بہت کشش ہے۔ ان کی تعلیم ''محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں'' غیر مسلم لوگوں کے دلوں کو بھی جیتنے والی ہے۔ مَیں 2015ء کے جلسہ سالانہ یوکے میں شریک ہوا تھا اور وہاں تقریر کرنے کا بھی موقع ملا تھا۔ جماعت کے لیڈر، موجودہ خلیفہ سے بھی میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے محبت و احترام دیا۔ میں اس ملاقات کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ جماعت احمدیہ کے اندر جو خلافت کا نظام ہے اور جو احمدیوں کو خلیفۂ وقت سے محبت اور عشق ہے اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ مَیں جماعت کا دوسرے جلسہ سالانہ میں مدعو کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مشنری انچارج کی اختتامی تقریر

پروگرام کے مطابق راقم الحروف نے جلسے کی آخری تقریر کی اور تقریر میں بتایا کہ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی بنیادی غرض ممبران جماعت میں تقویٰ، راستبازی اور باہمی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا ہے۔ یہ چند دن اس غرض کے لئے تھے کہ ہم اللہ، رسول کریم ﷺ اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات سن کر ان پر عمل کرنے کا پختہ عہد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آج اسلام کی حسین تصویر کو بگاڑ کر دنیا میں پیش کیا جا رہا ہے۔ احمدیوں نے اپنے عمل سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔

تقریر کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کرائی اور یوں جماعت احمدیہ فرنچ گیانا کا دوسرا جلسہ سالانہ ہم سب کو بے شمار برکتوں سے متمتع کر کے اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس کے بعد جملہ حاضرین نے دوپہر کا کھانا مرکز میں ہی تناول کیا۔ عورتوں اور مردوں کے لئے کھانے کی تقسیم کا انتظام علیحدہ علیحدہ تھا۔

جلسہ سالانہ کے متعلق بعض اہم متفرق امور کا ذکر

1۔ پہلی مرتبہ ہمارا جلسہ سالانہ جماعت کے نیشنل ہیڈ کوارٹر کی عمارت میں منعقد ہوا۔

2۔ پہلی مرتبہ ہماری درخواست پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ہمارے جلسہ کے لئے پیغام ارسال فرمایا۔

3۔ ہماری جملہ تقریبات میں اکثر مرد حضرات کھانا پکاتے تھے اس مرتبہ یہ خدمت لجنہ نے سرانجام دی۔

4۔ دارالخلافہ شہر CAYENNE میں ہمارے جلسہ میں پہلی مرتبہ 270 کلومیٹر دُور واقع شہر Saint-Laurent سے ایک وفد ہمارے جلسہ میں شرکت کے لئے آیا اور انہوں نے رات احمدیہ مرکز میں گزاری۔ یہ وفد دو افراد پر مشتمل تھا۔ ان کا تعلق ریڈ انڈین قبائل سے ہے اور یہ سب سے پہلے احمدی ہونے والے ریڈ انڈین ہیں۔ انہیں اپنا گھر چھوڑنے کی عادت نہیں ہے۔ احمدیت کی برکت سے ان میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔

5۔ پروگرام کے مطابق تینوں دن نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد درس القرآن دیا گیا۔

6۔ برسات کے باعث جلسہ کی حاضری بہت متاثر ہوئی۔ پھر بھی اللہ کے فضل سے حاضری قریباً ایک صد افراد پر مشتمل تھی۔

7۔ پہلی مرتبہ جماعت گوادِلوپ کے مبلغ و صدر مکرم لقمان احمد باجوہ صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہمارے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اسی طرح بیلجیم سے ہمارے مبلغ سلسلہ کی والدہ محترمہ اور ماموں خسر مکرم حفیظ احمد صاحب مع اہلیہ جرمنی سے تشریف لائے۔ ان سب نے جلسہ کے انتظامات میں بھرپور حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مولوی ظہور حسین صاحب

حضرت مولوی ظہور حسین صاحب کا اصل گاؤں دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ حسین بخش تھا۔ قادیان میں پانچویں جماعت میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے حکم پر مولوی صاحب کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا گیا۔ 1920ء کے قریب حضرت مصلح موعود نے جامعہ احمدیہ میں مشنری کلاسز کا اجراء فرمایا حضرت مولوی صاحب بھی اس میں شامل ہو گئے۔ آپ نے 1922ء میں اپنی تعلیم مکمل کی اور 1923ء میں جموں میں مشنری مقرر ہوئے۔ دسمبر 1923ء میں جلسہ سالانہ کے بعد مولوی صاحب کو اطلاع ملی کہ حضرت مصلح موعود نے آپ کے بارے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ بخارا جائیں۔ یہ 1924ء کا زمانہ تھا کہ جب مولوی صاحب اور شہزادہ عبدالمجید صاحب جنہوں نے تہران جانا تھا اور مولوی محمد امین خان صاحب جنہوں نے مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ بخارا جانا تھا قادیان سے روانہ ہوئے۔

حضرت مولوی ظہور حسین صاحب فرماتے ہیں:

''بخارا روانہ ہونے سے پہلے میرے رفیق سفر مولوی محمد امین خان صاحب سے حضور نے ہر دو کے کرایہ کی تفصیل مانگی۔ حضور نے اس تفصیل اخراجات کو ملاحظہ فرما کر فرمایا یہ اتنے زیادہ اخراجات لکھ دیے ہیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ بہت کم اخراجات ہوں، حتیٰ کہ دوسرے جانے والے مبلغین کے لئے بھی آپ لوگ نمونہ بنیں۔ عاجز کو جب اس کا علم ہوا تو میرا دل بھر آیا اور میں نے حضور کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ جو تفصیل اخراجات کی حضور کے سامنے پیش کی گئی ہے مجھ کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اے میرے محسن اگر حضور عاجز کو ایک پائی بھی نہ دیں تو عاجز خوشی سے پیدل جانے کو تیار ہے۔ حضور کا کتنا بڑا احسان ہے کہ حضور نے خدمتِ دین کے لئے عاجز کو منتخب فرمایا۔ حضور نے عاجز کا یہ خط پڑھا تو جو سفر خرچ ہم دو کے لئے مقرر فرمایا تھا اس میں دوصد روپے کا اضافہ فرما دیا''۔

14 جولائی 1924ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ تینوں احباب کوئٹہ سے بمقام دزداب ریل کے ذریعہ پہنچے دزداب سے مشہد تک چھ سو میل کا جنگل 45 یوم میں طے کیا اور وہ بھی کبھی پیادہ پا چل کر اور کچھ اونٹ اور گدھے پر سوار ہو کر اور کچھ بار برداری کے اس گڈے پر جو مشہد اور دزداب کے درمیان مال لانے اور لے جانے کے لئے آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ تقریباً چھ سو میل کا صحرائی علاقہ جہاں ریل نہیں جاتی بہت خشک اور جنگل ہے۔ جہاں راستہ میں بیسیوں میل تک پانی نہیں ملتا اور اگر کہیں ملتا بھی ہے تو گدلا اور کھاری۔

ارتھک میں گرفتاری

آپ فرماتے ہیں کہ بر کو ایران پہنچے تو تپ محرقہ ہو گیا۔ ایک ماہ بخار رہا۔ صحت بحال ہونے کے بعد 8 دسمبر 1924ء بروز پیر بخارا کی طرف چل پڑا۔ ڈیڑھ دن بعد میں ایران کی زمین سے گزر کر ترکستان (روس) کی سرحد میں داخل ہو گیا اور رات کے آخری حصہ میں مقام ارتھک پہنچا۔ ایک دکان میں دوسرے دن شام تک چھپا رہا۔ آخر 14 دسمبر 1924ء کی شام کو بخارا جانے والی گاڑی آئی اور وہ نوجوان ترک جو راتوں رات مجھے سرحد پار کروا کر لایا تھا، میرے لئے سٹیشن سے ٹکٹ خرید لایا اور میرا بستر، کپڑے اور کتابیں اٹھائیں اور مجھے گاڑی کی طرف لے چلا۔ جب میں گاڑی پر سوار ہونے لگا تو پیچھے سے ایک روسی حاکم جو ہاتھ میں لالٹین لئے ہوئے آ رہا تھا اس نے ترک نوجوان کو آواز دی کہ ٹھہر جاؤ، وہ ٹھہر گیا۔ تب وہ مجھے اور اس ترک نوجوان کو اپنے دفتر لے گیا... اس جگہ برف بڑی کثرت سے گر رہی تھی اس نے میرے تمام کپڑے بستر، کتابیں ٹکٹ اور کچھ نقدی جو میرے پاس تھی نیز وہ ادویات بھی جو میں اپنے ساتھ لے گیا تھا مجھ سے لے کر دفتر میں رکھ لیں اور چند کپڑے دے کر مع اس ترک کے جو میرے ہمراہ تھا قید خانہ کے کمرہ میں داخل کر دیا۔

عاجز پر اس قدر شک تھا کہ رات کو جب میں تہجد کے لئے اٹھتا اور نماز پڑھتا تو باہر جو سپاہی پہرہ پر مقرر ہوتا، وہ کھڑکی سے اٹھ کر مجھ کو اٹھتا دیکھ کر شک کرتا کہ یہ بھاگنے کی تیاری کر رہا ہے۔ چونکہ میری جگہ کمرہ میں کھڑکی کے ساتھ تھی اس لئے وہ میری حرکات بآسانی نوٹ کر لیتا تھا۔ چنانچہ دوسرے دن وہ صبح اپنے افسر کو اس امر کی اطلاع دیتا اور ایک دو افسر اسی کمرہ کے دروازہ اور کھڑکی کو غور سے دیکھتے کہ کہیں یہ بھاگ تو نہیں سکے گا۔

مجھے کچھ کام بھی کرنے کے لئے روزانہ دیا جاتا تھا۔ مثلاً پانی منگوانا، صفائی کروانا، اور زمین کھودنے کا کام اور کھانے کے لئے حکومت کی طرف سے کچھ نہ ملتا تھا۔ بلکہ دوسرے قیدیوں کا اگر کہیں باہر سے کھانے کو آ جاتا یا کوئی اپنے پیسوں سے منگواتا تو وہ مجھے بھی کچھ دیتے جسے میں کھا لیتا وگرنہ ویسے ہی دن رات بسر کرنا پڑتے تھے۔

سچ، صبر اور دعا

جتنے بھی وہاں قیدی تھے خواہ وہ ترکی ہوں یا ایرانی سبھی یہ کان میں ڈالتے تھے کہ تم اپنے آپ کو انگریزی رعایا ہونے سے انکار کر دو۔ کیونکہ روسی گورنمنٹ کے تعلقات برطانیہ سے بہت کشیدہ ہیں اور وہ انگریزی رعایا کو بری اور شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لیکن چونکہ میرا پیارا مذہب جھوٹ بولنے سے منع کرتا ہے اس لئے میں نے ان کے اس مشورہ کو قبول نہ کیا۔ حالانکہ اگر میں ایسا کہہ دیتا تو ممکن تھا قید سے رہائی مل جاتی۔ مگر احمدی کس طرح کذب بیانی سے کام لے سکتا ہے؟ پس میں ان کے مشورہ کو توسن کر خاموش ہی رہتا مگر اپنے مولیٰ کریم کے حضور گڑ گڑاتا اور دعا کرتا کہ اے اللہ پاک! اس وقت تو ہی میری دستگیری فرما۔

اشک آباد جیل کے مصائب

ارتھک سے اشک آباد لے گئے۔ تقریباً 2 گھنٹے کا ریل گاڑی کا سفر تھا۔ بتقاضائے بشریت میری طبیعت غمگین ہوتی تو میں وضو کر کے خدا تعالیٰ کے حضور اپنا غم دور کر لیتا اور خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ سلوک تھا کہ مجھ کو جب بھی کبھی زیادہ غم لاحق ہوتا وہ میری دستگیری فرماتا اور خوابوں میں تسلی دیتا۔ کئی بار ایسا ہوا۔

ایک دفعہ خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دیکھا وہ فرما رہے ہیں کہ تم کو یہاں قید خانہ میں سونے کے لئے تو نہیں بھیجا تھا، بلکہ دعوت الی اللہ کے لئے بھیجا تھا۔ نیند کھلی تو سخت پریشان تھا۔ اس وقت دل میں کہا کہ آئندہ ہمہ وقت دعوت الی اللہ میں گزاروں گا جیل میں ایک روسی بھی تھا اس سے روسی زبان سیکھنی شروع کر دی باقی قیدیوں نے منع بھی کیا کہ روسی حکام کو زیادہ شک گزرے گا کہ یہ واقعی انگریز جاسوس ہے، کیونکہ روسی سیکھ رہا ہے لیکن میں نے پرواہ نہ کی اور کافی حد تک روسی زبان سیکھ لی۔

نہانے وغیرہ پر پابندی تھی کپڑے جو ارتھک سٹیشن پر پہن کر گیا تھا اب تک وہی زیب تن تھے تقریباً گل چکے تھے۔

تاشقند میں بھی روسی زبان سیکھنے کا عمل جاری رہا۔ ساتھ ساتھ قرآن شریف کے بعض حصے بھی حفظ کرتا رہتا تھا۔ روزانہ رات کو پیشی ہوتی اور سوال و جواب کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔ دن کو تو آرام کا موقع نہ ملتا، قیدیوں کو مختلف کام کرنے پڑتے تھے اور سارا دن یونہی گزر جاتا تھا۔ رات کو آرام کرنے کا تھوڑا بہت موقع جو ملتا تھا وہ مجھے میسر نہیں تھا۔ بعض دفعہ ساری ساری رات جگائے رکھتے۔ ان کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح ان تکلیفوں سے تنگ آ کر اقرار کر لوں کہ میں انگریزی جاسوس ہوں۔

انہی دنوں ایک واقعہ جیل میں ایسا ہوا کہ میری شخصیت عام قیدیوں کے مقابل میں بالکل نکھر کر سامنے آ گئی... جیل میں بہت بڑے پیمانہ پر قیدیوں نے احتجاج کیا بھوک ہڑتال کی۔ درخواست لکھی۔ باقی سب نے دستخط کئے۔ میں نے نہ کئے۔ روسی افسران کو میرے اس فعل پر تعجب ہوا کہ یہ کوئی عام مُلا نہیں ہیں بلکہ بڑا عالم اور صحت مند عقائد کا حامل ہے۔ پوچھنے پر بتایا کہ قرآن ہمیں جائز مطالبات منوانے کے لئے ناجائز طریق استعمال کرنے سے منع کرتا ہے۔ احتجاج قانون کی خلاف ورزی ہے۔ ہاں شکایات حکومت کو بتانی چاہئیں اور حکومت کو چاہئے کہ ان کا ازالہ کرے۔ حبس بے جا ختم کیا جائے اور قیدیوں کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

جیل میں دعوت الی اللہ

تاشقند جیل میں ایک طبقہ امراء سے ایک شخص عبداللہ آیا۔ مذہبی علوم پر کافی دسترس تھی۔ اس نے احمدیت قبول کر لی جس کے باعث قیدیوں کی ایک بڑی تعداد نے بھی احمدیت قبول کر لی... جو قیدی تھے وہ جرموں میں نہ آئے تھے بلکہ روسی حکومت اپنا دبدبہ قائم رکھنے کے لئے معمولی معمولی باتوں پر لوگوں کو پکڑ لیتی تھی اور جیل میں بند کر دیتی تھی لیکن قید کا عرصہ عموماً مختصر ہوتا تھا اور لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس قسم کی ایک بڑی جماعت نے احمدیت قبول کر لی اور جیسے جیسے وہ چھوٹتے گئے شہر میں ایک معقول تعداد میں جماعت بن گئی۔ عبداللہ خان نے بیعت کی تو شور سا مچ گیا اور روسی حکام نے دو مقامی ملاؤں کو جیل میں بھیجا تا کہ عبداللہ خاں کو دوبارہ ''راہ راست'' پر لایا جائے... عبداللہ خاں پر ان کی باتوں کا اثر نہ ہوا... روسیوں کو بذات خود تو اس سے کوئی دلچسپی نہ تھی کہ کوئی مقامی مالدار ذی وجاہت شخص احمدی ہو جائے، لیکن ان کو اس بات کی فکر ضرور تھی کہ اگر بڑے بڑے لوگ احمدی ہونا شروع ہو گئے تو پھر اس نوجوان کا کیا بنے گا۔ (یعنی میرا)۔

تاشقند آمد پر ابتدا تو کافی سازگار تھی۔ کئی لوگوں نے بیعت کی لیکن آہستہ آہستہ سختی ہونا بھی شروع ہو گئی۔ پہلے ساری ساری رات جگائے رکھتے اور سوال کرتے رہتے پھر ایک باقاعدہ بورڈ آف آفیسرز تشکیل دیا گیا۔ وہاں سوالات ہونے لگے... یہ سوال و جواب کا سلسلہ تین چار ماہ تک جاری رہا۔ حالات بدلنے لگے۔ جیل کا کھانا تو ویسے ہی واجبی سا ہوتا ہے لیکن ملتا تو رہتا ہے مگر حالت یہ ہو گئی تھی کہ کسی کو یاد رہتا کہ اس قیدی کو بھی کھانا ملنا چاہئے تو کچھ نہ کچھ مل جاتا، لیکن اگر وارڈن صاحب کی طبیعت خراب ہوتی تو کئی کئی اوقات کا کھانا ہی نہ ملتا تھا لیکن اب تو حالات اور بھی بگڑ چکے تھے۔ میرے خلاف جو عقوبت پسندی کا ہتھیار استعمال کیا گیا، وہ صرف یہی نہیں تھا کہ روزانہ یا ایک آدھ دن کے وقفے کے بعد ماریں پڑتی تھیں، بلکہ شدید ترین اور سب سے زیادہ اذیت ناک سزا قید تنہائی کی تھی۔ ایک اندھیری کوٹھری میں جس میں روشنی کی مدھم سی شعاع تک نہ آ سکتی تھی اس میں ایک ایک ہفتہ، بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تنہا گزارنا پڑتا تھا۔ کیڑے مکوڑے اور چوہے وغیرہ تو یہاں عام تھے۔

شدید جسمانی تشدد

جب سزائے موت سنانے کے لئے مکمل شہادت دستیاب نہ ہو سکی تو جیل والوں نے جعل سازیوں پر کمر باندھ لی۔ جعلی اقبالی بیانات لکھ کر میرے سیل میں رات کو پھینک دیتے تھے اور دوسرے دن صبح سویرے خود ہی وہ کاغذ اٹھا کر شور مچانے لگتے کہ ملزم نے اقبالی بیان دے دیا ہے لیکن جب تفتیشی افسر کے سامنے پیشی ہوتی تو جھوٹ اور جعل سازی فوراً کھل کر سامنے آ جاتی... اب دسمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا.. تاشقند میں موسم انتہا درجہ کا سخت ہوتا ہے جیل میں گرمائش وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ خاکسار کو ننگے فرش پر لٹا کر مارا پیٹا جاتا تھا اور پھر ساری ساری رات یونہی گزر جاتی۔ کوئی پرسان حال نہیں تھا، زخموں سے خون بہہ رہا ہوتا تھا۔ جسم میں اتنی سکت بھی نہ ہوتی کہ ہاتھ پاؤں بھی ہلا سکوں۔ سردی کا یہ عالم تھا کہ خدا کی پناہ... جو سردی کا عذاب دیا جاتا وہ قابل برداشت تھا نہ اس کی شدت کا الفاظ میں اظہار ممکن ہے۔

جب دن چڑھتا تو سپاہی آ جاتے۔ میں نیم مردہ فرش پر پڑا ہوتا وہی اٹھا کر لے جاتے گرم پانی دیتے اور کچھ پلاتے بھی تھے۔ تھوڑا بہت کھانے کو بھی دیتے تھے جس سے جسم کی حرارت تھوڑی بہت عود کر آتی۔ میرے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں ایک آدھ زخم کا نشان موجود نہ ہو۔

ایک رات ایسا ہوا کہ چھ سات سپاہی میرے چھوٹے سے کمرے میں گھس آئے۔ مار پیٹ تو ان کا ہمیشہ کا شیوہ تھا ہی لیکن آج جس انداز سے وہ مجھ پر جھپٹے اس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ چند لمحوں بعد میں نیم بیہوشی کی حالت میں فرش پر گر پڑا۔ آج یہیں پر بس نہیں ہوئی، بلکہ میرے دونوں بازوؤں کو مروڑ کر پیٹھ کے پیچھے اس سختی کے ساتھ رسیوں سے باندھا گیا کہ نیم بیہوشی میں بھی چیخ نکل گئی... مجھے ایک تختے پر ڈال کر اس زور سے رسیاں کسیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گوشت کے اندر گھس گئی ہیں۔ اور اس وقت تک نہ چھوڑا کہ جب تک میں درد کی شدت سے بالکل بیہوش نہ ہو گیا... سردی کی شدت سے چہرے پر برف کی تہہ آہستہ آہستہ بیٹھ رہی تھی۔ بعد میں جب ہسپتال لے گئے تو پیٹھ پر تیزابی مادے میں کئی گھنٹے بھیگے رہنے کی وجہ سے بڑے بڑے چٹاخ اور زخم بن چکے تھے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) نے بچپن اور آغاز جوانی میں کئی مرتبہ میری پیٹھ پر وہ زخم دیکھے، تو اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھیں۔ یہ زخم میری پیٹھ پر ہمیشہ کے لئے میری مظلومیت کے نشان کی صورت میں ثبت ہو گئے۔ صبح سپاہی مجھے دیکھنے آئے تو پہلے تو یہی سمجھے کہ میں مر چکا ہوں بہرحال جب رسیاں وغیرہ کھولیں تو انگ انگ سے خون رس رہا تھا اس اثنا میں مجھے ایک روسی افسر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے جب میری نازک حالت دیکھی تو پوچھا کہ یہ ظلم تم پر کس نے کیا ہے؟ میں نے اس کو گزشتہ رات کی داستان سنائی اور ساتھ ہی درخواست کی کہ میرے ساتھ انسانوں والا سلوک کیا جائے میں نے کوئی جرم نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کوئی ظلم تو نہیں۔ یہ تو عقیدے کی بات ہے کہ سختی یا جبر نہیں ہے۔ اگر انگریزی حکومت اور روسی سرکار کے تعلقات خراب ہیں تو ایک غریب اور کمزور انسان پر ظلم کر کے ان دونوں حکومتوں کو کیا مل جائے گا... اس وقت تو وہ روسی افسر خاموش رہا اور کچھ نہ بولا لیکن

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

مکرم غلام سرور صاحب وڑائچ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6اپریل 2012ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرم بشارت احمد وڑائچ صاحب نے اپنے بھائی مکرم غلام سرور صاحب وڑائچ کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرم غلام سرور وڑائچ سابق صدر جماعت احمدیہ قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ یکم ستمبر 2009ء کو تقریباً 61 سال کی عمر میں دل کے آپریشن کے بعد دس دن تک بیہوش رہ کر وفات پا گئے تھے۔ مرحوم 15 مئی 1948ء کو قلعہ کالروالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ہم دونوں بھائیوں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول گھٹیالیاں سے میٹرک کیا۔ 62-1961ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ جناب حسنات احمد صاحب کے ساتھ تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا تھا اور ایک سال سے کم عرصہ میں کالج کی عمارت اور پرنسپل صاحب کی رہائش اور ہوسٹل تیار ہوگئے تھے اور جناب عبدالسلام اختر صاحب پہلے پرنسپل تعینات ہوئے۔ چنانچہ جون 1965ء میں ہم دونوں بھائی میٹرک میں پاس ہوگئے۔ تو ہم دونوں تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں داخل ہوگئے۔ کالج میں داخلہ سے قبل مکرم غلام سرور صاحب نے زندگی وقف کردی تھی اور جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے ربوہ بھی گئے تھے لیکن جنگ پاک و ہند کی وجہ سے داخلے مُلتوی کردیئے گئے تھے۔

F.A. کرنے پر مَیں نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں سالِ سوم میں داخلہ لے لیا جبکہ مکرم غلام سرور صاحب نے ٹائپ اور شارٹ ہینڈ کا کورس مکمل کرنے کے بعد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پسرور میں بطور کلرک ملازمت کرلی۔ دورانِ ملازمت انہوں نے پہلے PTC اور پھر CT کا کورس کرلیا اور گورنمنٹ مڈل سکول گھنو کے ججہ میں بطور سکول ٹیچر کام شروع کیا اور تقریباً تیس سال بعد یہیں سے ریٹائرمنٹ لی۔ آپ اپنی ذمہ داری پوری ایمانداری اور اخلاص کے ساتھ ادا کرتے اسی لئے لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

محترم غلام سرور صاحب کو بچپن سے جماعت اور خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ زندگی وقف تو نہ کرسکے مگر انہوں نے عملی طور پر ایک واقف زندگی کی طرح ہی جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ بچپن سے پنجوقتہ نماز کے عادی تھے اور جوانی سے تہجد باقاعدہ پڑھتے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد چاشت کے نفل بھی باقاعدہ پڑھتے۔ قرآن پاک کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ کرتے۔ دس سال سے زائد عرصہ تک قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر کام کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ اور اجتماع خدام الاحمدیہ میں مرکز سلسلہ جاتے رہتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریک پر کئی مرتبہ سائیکل پر خدام کے ساتھ گاؤں سے ربوہ جاتے رہے۔ پہلے تقریباً پندرہ سال تک جماعت احمدیہ قلعہ کالروالہ کے صدر کی ذمہ داری ادا کی اور کچھ سال کے وقفہ کے بعد تاوفات دوبارہ صدر جماعت کے طور پر کام کا موقع ملا اور بطریق احسن اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ تقریباً تین سال تک مجلس انصاراللہ علاقہ گوجرانوالہ میں نائب ناظم تعلیم کے طور کام کیا۔ اپنی سرکاری ملازمت کے ساتھ زمیندارہ بھی کرتے تھے لیکن کھیتوں میں زیادہ وقت رہنے کی بجائے مسجد میں زیادہ وقت گزارتے اور جماعتی کاموں کی سرانجام دہی میں زیادہ خوشی محسوس کرتے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے وصیت کرنے کا جماعت کو ارشاد فرمایا تو آپ نے بھی وصیت کرلی اور ہمیشہ چندہ کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتے رہے۔

مکرم غلام سرور صاحب کو اللہ تعالیٰ نے شادی کے بعد ایک بیٹا دیا مگر وہ پیدائش کے جلد بعد وفات پا گیا۔ دوسری شادی بھی کی مگر وہ زیادہ دیر نہ چل سکی۔ اپنے عزیزوں کے بچوں کو اپنے بچوں کی طرح پیار دیا۔

...۞...۞...۞...

محترمہ نعیمہ سعید صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12/اپریل 2012ء میں مکرم عامر سعید احمد صاحب نے اپنی والدہ محترمہ نعیمہ سعید صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔ مرحومہ حضرت عبدالسمیع صاحب کپورتھلویؓ کی پوتی اور حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی پڑپوتی تھیں۔ چندماہ برین ٹیومر کے مرض میں مبتلا رہ کر 4 جون 2007ء کو بعمر 49 سال وفات پاگئیں۔

آپ بہت ہی مخلص، ہمدرد، صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابرہ اور شاکرہ وجود تھیں۔ بہت قربانی کرنے والی خاتون تھیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتیں۔ آپ محبت کرنے والی اور ہر ایک کی فکر کرنے والی تھیں۔ کسی کو کوئی بھی تکلیف پہنچتی تو ہرممکن کوشش کرکے اس کو دُور کرنے کی سعی کرتیں۔ واقف زندگی کی بیوی ہونے کے علاوہ آپ نے بھی اپنی زندگی وقف کردی اور تادم آخر اپنے وقف پر قائم رہیں۔ اپنے خاوند محترم ملک سعید احمد رشید صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ایک عرصہ میدان عمل میں گزارا۔ لیکن کبھی بھی کوئی شکایت نہ کی اور نہ اس راہ میں کسی تکلیف کا اظہار کیا۔

ہم 1996ء میں ربوہ شفٹ ہوئے تو آپ نے محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ (حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ) کی تحریک پر اپنی زندگی نصرت جہاں ہومیوکلینک کے لئے وقف کردی۔ ایک سال بعد آپ کو کلینک کا انچارج بنا دیا گیا اور تادم واپسیں (قریباً دس سال) اس حیثیت سے خدمت بجالاتی رہیں۔ شام کو کلینک شروع ہوتا اور کبھی کبھی مریضوں کی کثرت کی وجہ سے رات کے گیارہ بارہ بج جاتے۔ لیکن آپ نے وقف کے تقاضے کو پوری طرح سے نبھایا۔ جب کبھی ٹیلی فون کال آتی کہ کلینک آئیں کوئی ضروری کام ہے تو فوراً برقعہ پہن کر کہتیں کہ مجھے جلدی ہے سائیکل پر چھوڑ آؤ۔ اس کے علاوہ رمضان میں ہر جمعہ کے روز اور عیدین پر فرسٹ ایڈ کے شعبے میں ڈیوٹی بھی دیتیں۔ آپ اپنے محلے کی خواتین کے ساتھ اکثر ربوہ کے ملحقہ علاقوں میں دعوت الی اللہ کرنے جاتیں اور اپنے ساتھ فرسٹ ایڈ باکس بھی لے جاتیں۔ آپ کی اس خدمت کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو کئی پھل نصیب ہوئے۔

آپ صدقہ وخیرات بکثرت کرتیں۔ رمضان کے مہینے میں گندم کی بوری کسی مستحق کو دیتیں۔ اس کے علاوہ چندے دیتیں۔ ہمیں جو عیدی ملتی اس کو چندے میں دینے کا کہا کرتی تھیں۔ ہمیشہ دوسروں کی خدمت کرتیں اور کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتیں۔ بلکہ اوّلین ترجیح یہ ہوتی کہ کس طرح دوسروں کی خدمت کی جائے۔ چنانچہ جب کبھی ہمسائے کسی سفر سے واپس آتے تو آپ گھر جا کر حال احوال پوچھتیں اور پھر کھانے وغیرہ کا بھی انتظام کرتیں اور برتن دھو کر دیتیں حتیٰ کہ صفائی وغیرہ بھی کردیتیں اور ان تمام کاموں میں اپنی بیٹیوں کو بھی شریک کرتیں۔ کہیں فوتگی ہوجاتی تو آپ بھی ان کے غم میں شریک ہوتیں۔ کسی کو کوئی پریشانی ہوتی تو اس کو دُور کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتیں۔ ہمارے گھر میں اکثر مہمان آیا کرتے اور آپ ان کی مہمان نوازی بہت خلوص سے کرتیں۔ اسی لئے کئی مہمانوں نے ہمارے گھر کو ''دارالضیافت'' کا لقب دیا ہوا تھا۔

آپ نے اپنی بیماری کا عرصہ نہایت ہی ہمت اور صبروشکر سے گزارا۔ انتہائی تکلیف کے باوجود کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے 10 اگست 2007ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا:

''.... علاوہ واقف زندگی کی بیوی ہونے کے ان کی لجنہ میں بھی کافی خدمات ہیں۔ لجنہ ہومیوکلینک کو انہوں نے بڑی اچھی طرح چلایا اور اپنی بیماری کے باوجود بڑی ہمت اور محنت سے کام کرتی رہیں۔ ان کی تقریباً جوانی کی ہی عمر تھی۔ یہ 49 سال کی عمر میں فوت ہوگئیں۔''

...۞...۞...۞...

مکرم محمد بوٹا صاحب آف ڈنڈپور

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12/اپریل 2012ء میں مکرم ضیاء الرحمان صاحب نے اپنے مضمون میں مکرم محمد بوٹا صاحب آف ڈنڈپور کا ذکرخیر کیا ہے۔

1953ء کے پُرآشوب زمانہ میں مکرم محمد بوٹا صاحب احمدیت کی آغوش میں آئے اور پھر تکالیف کے باوجود آخر دم تک ثابت قدم رہے۔ میرے والد محترم حکیم عطاء الرحمٰن صاحب معلم وقف جدید کے ذریعہ انہوں نے احمدیت قبول کی۔ اگرچہ یہ احمدی ہونے سے پہلے بھی ہمارے گھر کے افراد کی طرح ہی تھے۔

دراصل جب پاکستان بنا تو یہ بھی مشرقی پنجاب سے ہجرت کرکے ہماری طرح ڈنڈپور آکر ٹھہرے۔ پانچ چھ سال کا بچہ محمد بوٹا اور اس کے والد کے سوا ان کے باقی عزیز قتل کئے جاچکے تھے، اس لئے بھی ان کے ساتھ سب کو ہمدردی تھی۔ اکثر ہمارے گھر سے کھانا کھا لیتے گھر کے کام بھی کرتے۔ سالن نہ ہوتا تو شکر وغیرہ کے ساتھ روٹی کھالیتے۔ اس طرح بچپن سے ہی انہیں احمدی گھر کا ماحول مل گیا تھا۔ آہستہ آہستہ سوال بھی پوچھنے لگ گئے اور پوری تسلی کرلینے کے بعد پھر احمدیت قبول کرلی۔ پھر انہوں نے میرے دادا جان مرحوم سے قرآن پاک پڑھا جنہوں نے ویسے تو گاؤں کے سینکڑوں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا مگر محمد بوٹا صاحب نے جوانی میں احمدی ہونے کے بعد پڑھا اور پھر ترجمہ کے ساتھ بھی پڑھا۔ اور اَن پڑھ ہونے کے باوجود کچھ ہی عرصہ میں یہ اخبار ''الفضل'' بھی پڑھنے لگ گئے۔

مکرم محمد بوٹا صاحب نے اگرچہ ساری عمر محنت مزدوری کی مگر اپنی نمازوں کا باقاعدہ خیال رکھا۔ پانچوں نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے اور نماز تہجد بھی باقاعدہ ادا کرتے۔

احمدیت کی خاطر شروع میں ایک دفعہ آپ کو مار بھی کھانی پڑی مگر خدا کے فضل سے احمدیوں کا گاؤں میں اچھا اثر ورسوخ تھا۔ اس لئے اس کے بعد پھر کسی کو ایسی جرأت نہیں ہوئی۔

جلسہ سالانہ پر ربوہ آنے کے لئے کرایہ کا بندوبست سال کے آغاز سے ہی شروع کردیتے۔ یہاں بھی ہمارے گھر دارالعلوم میں قیام کرتے لیکن تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد مبارک میں پہنچتے۔ جلسہ گاہ میں بھی بروقت پہنچ کر آگے بیٹھتے اور جلسہ ختم ہونے پر اٹھتے۔ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ جنوری 2012ء میں 72 سال کی عمر میں وفات پائی اور ہانڈوگجر میں تدفین ہوئی۔

...۞...۞...۞...

آستانہ نورالایمان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/اپریل 2012ء میں دنیا کے سب سے بڑے شاہی محل آستانہ نورالایمان کے بارہ میں ایک تعارفی مضمون شامل اشاعت ہے۔

دریائے برونئی کے کنارے واقع سلطان حسن البولقیہ کے شاہی محل کا نام ''آستانہ نورالایمان'' ہے۔ یہ دَورِجدید کا سب سے بڑا رہائشی محل ہے جو 35 کروڑ ڈالر کے خرچ سے 1984ء میں مکمل ہوا۔ اس محل کے وسیع و عریض دربار میں دنیا کے سب سے بڑے فانوس لگائے گئے ہیں جن کی تعداد 564 ہے۔ ہر فانوس کا وزن 54 من ہے اور ہر فانوس میں 51,490 بلب لگائے گئے ہیں۔ محل کے شاہی مہمان خانے میں چار ہزار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اس کے محرابوں پر خالص سونے کی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں۔

14 ایکڑ رقبے پر مشتمل اس محل میں 1788 کمرے، 257 طہارت خانے اور 44 زینے ہیں۔ محل کے لان 50 ایکڑ سے زائد رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ محل میں ایک زمین دوز گیراج بھی ہے جس میں سلطان کے زیراستعمال 120 جدیدترین کاریں تیار کھڑی رہتی ہیں۔

سلطان اسی محل میں سال میں تین دن دربار لگاتے ہیں اور لوگوں کی شکایات خود سنتے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6اپریل 2012ء میں شاملِ اشاعت مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب کی غزل میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

دیکھے ہیں حسیں میں نے زمانے میں ہزاروں
پر حُسن تیرا سارے حسینوں سے سوا ہے
کیا نور ہے جو تجھ کو ملا ماہِ مُبیں سے
کیا رنگ ہے جو سارے زمانے سے جدا ہے
لب کھلتے ہی پھولوں کی مہک آتی ہے تجھ سے
ہر دل پہ ترے نُطق کا جادو سا چلا ہے
کچھ روشنی جو مجھ میں سدا رہتی ہے روشن
یہ تیرا کرم تیری محبت کی ضیا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
September 08, 2017 – September 14, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday September 08, 2017

00:00 World News
00:30 Tilawat: Surah Hood, verses 42-84.
00:45 Dars-e-Tehreerat
01:00 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 67.
01:30 Calgary Peace Symposium: Recorded on November 11, 2016 in Calgary, Canada.
02:40 In His Own Words
03:15 Spanish Service
03:40 Pushto Muzakarah
04:20 Quran Class: Qur'anic verses 30-45 of Surah Al-Anfaal by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 99. Rec. November 29, 1995.
05:25 Pakistan In Perspective
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith: dishonesty.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 2.
07:00 Beacon Of Truth: Rec. December 11, 2016.
08:00 Servants of Allah
09:05 Arrival At Chennai airport, mosque opening and departure
09:30 Food For Thought
10:00 In His Own Words
10:35 The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00 Live Friday Sermon
12:50 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30 Tilawat [R]
13:50 Seerat-un-Nabi
14:30 Shotter Shondhane: Recorded on June 1, 2014.
15:30 Servants of Allah [R]
16:35 Friday Sermon [R]
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05 World News
20:25 Arrival At Chennai airport, mosque opening and departure [R]
20:55 In His Own Words [R]
21:25 Servants of Allah [R]
22:30 Friday Sermon [R]

Saturday September 09, 2017

00:00 World News
00:30 Tilawat
00:45 The Significance Of Flags
01:00 Yassarnal Qur'an
01:15 History Of Langar Khana
01:30 Arrival At Chennai airport, mosque opening and departure
01:55 The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
02:20 In His Own Words
03:00 Beacon Of Truth
04:00 Friday Sermon
05:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
06:00 Tilawat: Surah An-Naml, verses 1-60.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 48.
07:00 Faith Matters: Programme no. 171.
08:00 International Jama'at News
08:50 Friday Sermon: Recorded on September 8, 2017.
10:00 In His Own Words
10:35 Dua-e-Mustaja'ab
11:15 Indonesian Service
12:15 Tilawat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Bangla Shomprochar
15:15 Qur'anic Archaeology
16:00 Live Rah-e-Huda
17:40 World News
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05 Jalsa Salana Concluding Address: Recorded on December 28, 2016.
21:05 International Jama'at News [R]
21:50 Dua-e-Mustaja'ab [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 Khazeena-e-Urdu

Sunday September 10, 2017

00:00 World News
00:35 Tilawat
00:50 Dars-e-Hadith
01:05 Al-Tarteel
01:35 Jalsa Salana Concluding Address
02:35 In His Own Words
03:10 Faith Matters
04:10 Friday Sermon
05:20 Qur'anic Archaeology
06:00 Tilawat
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 2.
06:45 Rah-e-Huda: Recorded on September 9, 2017.
08:20 Roots To Branches
08:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on November 23, 2014.
09:55 In His Own Words
10:30 Ilmul Abdaan
11:05 Indonesian Service
12:05 Tilawat [R]
12:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:30 In His Own Words [R]
17:05 A Visit To Sawat Valley
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Rah-e-Huda [R]
19:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 A Visit To Sawat Valley [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:20 Roots To Branches [R]
23:45 The Significance Of Flags

Monday September 11, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:45 Yassarnal Qur'an
01:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:15 In His Own Words
02:50 A Visit To Sawat Valley
03:20 History Of Cordoba
03:45 Friday Sermon
05:00 Ilmul Abdaan
05:35 Roots To Branches
06:00 Tilawat: Surah Al-Qasas verses 13-51. Part 20.
06:15 Dars-e-Hadith: Jihad.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 48.
07:00 French Mulaqat: Rec. December 29, 1997.
08:05 Aao Urdu Seekhain
08:25 Jalsa Salana Speeches
09:00 Reception in Calicut, Kerala
09:55 In His Own Words
10:30 Kids Time: Programme no. 27.
11:00 Friday Sermon: Recorded on March 31, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on October 7, 2011.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Reception in Calicut, Kerala [R]
15:55 In His Own Words
16:30 International Jama'at News
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Somali Service
18:55 Jalsa Salana Speeches [R]
19:30 Kids Time [R]
20:00 Reception in Calicut, Kerala [R]
20:55 In His Own Words [R]
21:25 From Democracy To Extremism
22:30 French Mulaqat [R]
23:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday September 12, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:25 Reception in Calicut, Kerala
02:25 In His Own Words
03:00 International Jama'at News
03:55 French Mulaqat
05:00 Aao Urdu Seekhain
05:25 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilawat: Surah Al-Qasas, verses 52-89.
06:15 Dars-e-Tehreerat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 3.
06:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 154. Recorded on April 30, 1996.
08:00 Story Time: Part 32.
08:20 InfoMate
08:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on November 23, 2014.
10:00 In His Own Words
10:35 Prophecies In The Bible
11:05 Indonesian Service
12:05 Tilawat [R]
12:20 Yassarnal Qur'an [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on September 8, 2017.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:05 In His Own Words [R]
16:40 An Introduction To Ahmadiyyat
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Story Time [R]
19:00 InfoMate [R]
19:30 Prophecies In The Bible [R]
20:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:15 In His Own Words [R]
21:55 An Introduction To Ahmadiyyat [R]
22:50 Liqa Ma'al Arab [R]
23:50 Philosophy Of Teaching Of Islam

Wednesday September 13, 2017

00:15 World News
00:35 Tilawat
00:50 Dars-e-Tehreerat
00:55 Yassarnal Qur'an
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:35 In His Own Words
03:10 Prophecies In The Bible
04:10 Liqa Ma'al Arab
05:10 An Introduction To Ahmadiyyat
06:00 Tilawat: Surah Al-Ankaboot verses 1-45. Part 20.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 48.
06:55 Question & Answer Session: Rec. June 14, 1998.
08:00 Seerat Sahabiyat
09:00 Jalsa Salana Canada Address To Ladies: Recorded on June 28, 2008.
10:00 In His Own Words
10:30 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
11:05 Indonesian Service
12:05 Tilawat [R]
12:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on September 8, 2017.
14:00 Bangla Shomprochar
15:10 Jalsa Salana Canada Address To Ladies [R]
16:00 In His Own Words [R]
16:30 Ghazwat-e-Nabi
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 L'Islam En Questions
19:00 Flower Exhibition
19:25 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
20:00 Jalsa Salana Canada Address To Ladies [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 Ghazwat-e-Nabi [R]
22:30 Question And Answer Session [R]
23:35 Flower Exhibition [R]

Thursday September 14, 2017

00:00 World News
00:15 Rishta Nata Ke Masa'il
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Canada Address To Ladies
02:30 In His Own Words
03:00 Seerat Sahabiyat
04:00 Question And Answer Session
05:10 Ghazwat-e-Nabi
06:05 Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 3-100.
06:25 Dars-e-Tehreerat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 69.
07:05 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Anfaal, verses 46 - 65 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 100, recorded on November 30, 1995.
08:10 Shama'il-e-Nabwi
08:50 Jamia Convocation Shahid UK: Recorded on March 4, 2017.
10:10 In His Own Words
10:45 Pakistan In Perspective
11:20 Japanese Service
11:35 Memories Of Jalsa Salana Sweden
12:00 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Tehreerat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 11, 2017.
14:05 Beacon Of Truth: Rec. November 20, 2016.
15:00 Jamia Convocation Shahid UK [R]
16:30 Persian Service
17:00 Roots To Branches [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:25 Faith Matters: Programme no. 149.
19:30 Memories Of Jalsa Salana Sweden [R]
20:00 Friday Sermon [R]
21:05 In His Own Words
21:40 Hijrat
22:25 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30 Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 08 September 2017 | Issue No. 36

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی اگست 2017ء

مسجد فضل (لندن) سے روانگی۔ جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز ''بیت السبوح'' فرینکفرٹ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔تقریب آمین۔ پاکستان سے جرمنی پہنچنے والے احباب کی خصوصی ملاقات کا پروگرام۔

پاکستان سے نئے آنے والے افراد کی حضور انور سے ملاقات کے بعد جذباتی کیفیات۔

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

19 اگست 2017ء بروز ہفتہ

مسجد فضل (لندن) سے دعا کے ساتھ روانگی

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی (Germany) کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے پروگرام کے مطابق صبح دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین مسجد فضل لندن کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ ہر ایک شخص اپنے پیارے آقا کے شرف زیارت سے فیضیاب ہوا۔حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب موجود حاضرین کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ بعدازاں پانچ گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کے ایک ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوا۔ Dover برطانیہ کی ایک مشہور بندرگاہ ہے۔لندن اور اس کے اردگرد کے شہروں اور علاقوں میں آباد لوگ یورپ کا سفر بذریعہ Ferries اِسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔

Dover شہر سے گیارہ میل قبل Folkestone کے علاقہ میں وہ مشہور Channel Tunnel ہے جو برطانیہ اور فرانس کے ساحلی علاقوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اِس Tunnel (سرنگ) کے ذریعہ کاریں اور دیگر بڑی گاڑیاں مع مسافر بذریعہ ٹرین فرانس کے ساحلی شہر Calais تک پہنچتی ہیں۔آج کا سفر بھی اسی چینل ٹنل کے ذریعہ تھا۔

لندن سے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن، مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرکزی آڈیٹر، مکرم ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب وکالت تبشیر لندن، مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص اور خدام الاحمدیہ یوکے کی سیکیورٹی ٹیم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے چینل ٹنل تک قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

قریباً ایک گھنٹہ پچاس منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بجکر پچاس منٹ پر Channel Tunnel آمد ہوئی۔ لندن سے ساتھ آنے والے احباب نے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔ بعدازاں امیگریشن اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد کچھ وقت کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چینل ٹنل کے پارکنگ ایریا میں تشریف لے آئے۔

برطانیہ کے سکولوں اور کالجوں میں رخصتوں کی وجہ سے آج ایک بہت بڑی تعداد چینل ٹنل کے ذریعہ یورپ کا سفر کر رہی تھی جس کے باعث قریباً ہر ٹرین اپنے مقررہ وقت سے نصف گھنٹہ کی تاخیر کے ساتھ روانہ ہو رہی تھی۔

ایک بجکر دس منٹ پر قافلہ کی گاڑیاں ٹرین پر بورڈ کی گئیں۔ یہ ٹرین دو منازل پر مشتمل تھی اور اس کے اندر ایک وقت میں قریباً 180 کاریں مع مسافر بورڈ (Board) کی جاتی ہیں۔قافلہ کی گاڑیاں دوسری منزل پر Board ہوئیں۔ٹرین ایک بجکر بیس منٹ پر، 140 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فرانس کے ساحلی شہر Calais کے لئے روانہ ہوئی۔ اس سرنگ کی کُل لمبائی قریباً 31 میل ہے اور اس میں سے 24 میل کا حصہ سمندر کی تہہ کے نیچے ہے۔اس سرنگ کا گہراترین حصہ سمند کی تہہ سے 75 میٹر یعنی 250 فٹ نیچے ہے۔اب تک کسی سمندر کے نیچے بننے والی سرنگ میں سے یہ دنیا کی سب سے بڑی سرنگ ہے۔

قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق دو بجکر پچاس منٹ پر ٹرین فرانس کے شہر Calais پہنچی۔(فرانس کا وقت برطانیہ کے وقت سے ایک گھنٹہ آگے ہے)۔ٹرین کے رُکنے کے قریباً پانچ منٹ بعد گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک پٹرول پمپ کے پارکنگ ایریا میں جماعت جرمنی سے آئے ہوئے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنا تھا۔ جرمنی سے مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری و افسر جلسہ سالانہ جرمنی، مکرم جری اللہ صاحب (مبلغ سلسلہ) نائب جنرل سیکرٹری، مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب، مکرم عبداللہ سپراء صاحب اور مکرم حماد احمد صاحب مہتمم عمومی خدام الاحمدیہ جرمنی اپنے خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔

یہاں پہنچنے کے بعد بغیر رُکے سفر آگے جاری رہا۔ جرمنی سے آنے والی تین گاڑیوں میں سے ایک گاڑی نے قافلہ کو Escort کیا جبکہ خدام کی باقی دو گاڑیاں قافلہ کے پیچھے تھیں۔ یہاں Calais سے 55 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک بیلجیم میں داخل ہوئے۔ پروگرام کے مطابق بارڈر کراس کرنے اور یہاں سے مزید 55 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد موٹروے پر ہی ایک ریسٹورنٹ "Hotel Brugge - Oostakamp" میں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جرمنی سے خدّام کی ایک ٹیم ان امور کی تکمیل اور انتظامات کے لئے پہلے سے ہی یہاں پہنچی ہوئی تھی۔

چار بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہاں تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی اور مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔حضور انور نے ازراہ شفقت امیر صاحب جرمنی سے گفتگو فرمائی۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے لئے ریسٹورنٹ کے ایک علیحدہ ہال میں انتظام کیا گیا تھا۔حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت قافلہ کی پانچویں گاڑی کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ اس وقت کہاں پہنچی ہے۔ قافلہ کی ایک گاڑی ایک دوسری ٹرین پر بورڈ (Board) ہوئی تھی جو قریباً نصف گھنٹہ بعد روانہ ہوئی تھی۔ حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ Calais پہنچ چکی ہے اور اس وقت موٹروے پر سفر شروع ہو چکا ہے۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انہیں پیغام دیں کہ گاڑی تیز نہیں چلانی، جو نارمل سپیڈ ہے اُس پر آئیں اور احتیاط سے چلائیں۔ یہاں پہنچ کر ساتھ مل گئے تو ٹھیک ہے ورنہ بعد میں پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ بعدازاں اس گاڑی نے اِسی جگہ قافلہ کو join کر لیا۔

نمازوں کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد یہاں سے پانچ بجکر 40 منٹ پر فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں آخن (Aachen) کے مقام پر بیلجیم کا بارڈر کراس کر کے جرمنی میں داخل ہوئے اور یہاں ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں کچھ دیر کے لئے رُکے۔ بعدازاں بطرف فرینکفرٹ سفر جاری رہا۔ اور Calais سے فرینکفرٹ تک قریباً چھ صد کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد رات دس بجکر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت جرمنی کے مرکز ''بیت السبوح'' فرینکفرٹ میں ورود مسعود ہوا۔

جماعت جرمنی کے مرکز ''بیت السبوح'' فرینکفرٹ میں ورود مسعود

بیت السبوح کے قریبی ایریا میں جس راستہ کو اختیار کرتے ہوئے بیت السبوح پہنچا جاتا ہے۔ اچانک ایک ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے اس راستہ کو بند کر دیا گیا تھا جس کے باعث قافلہ ایک دوسرے رُوٹ سے گزرتا ہوا بیت السبوح پہنچا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علم میں جونہی یہ بات آئی کہ ایک ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔حضور انور نے اُسی وقت ہدایت فرمائی کہ معلوم کر کے بتائیں کہ اس حادثہ میں کوئی احمدی دوست یا فیملی تو نہیں ہے۔ چنانچہ اُسی وقت جماعت جرمنی کی قافلہ کو لیڈ (Lead) کرنے والی کار میں موجود جنرل سیکرٹری صاحب نے معلوم کر کے حضور انور کی خدمت میں عرض کر دی کہ اس حادثہ میں کوئی احمدی دوست یا فیملی Involve نہیں ہے۔

''بیت السبوح'' فرینکفرٹ میں والہانہ استقبال

بیت السبوح میں تشریف آوری کے بعد جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کار سے باہر تشریف لائے تو فرینکفرٹ اور اس کے اردگرد کی جماعتوں اور جرمنی کے بعض مختلف شہروں سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں، بچیوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑا پُرجوش اور والہانہ استقبال کیا۔ فرطِ عقیدت اور محبت

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں